ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور

نگرانِ اعلیٰ
مفتی محمود

نظام مصطفےٰ اور ہماری ذمہ داریاں

افراتفری پیدا کرنے کی کوشش

۲۸ جولائی تا ۳ اگست ۱۹۷۹ء	شمارہ ۳۰	قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

"اے سالارِ دیں"

اے جناب مفتی محمود اے سالارِ دیں،
دورِ حاضر میں ہے تو اسلام کی حبل المتیں،

تو دلِ خان محمدؒ اور انور کی پکار،
عظمتِ اسلاف کی اک چلتی پھرتی یادگار،

صبر و استقلال و جرأت ہے ترا طبعی شعار،
تیری نظروں سے بڑھا ہے دینِ فطرت کا وقار،

تیری ہر گفتار اور کردار میں ہے سوز و ساز
تو دل مومن کی ٹھنڈک اور دینی شاہباز

داعی اسلام ہے تو اے فقیہ حق بیاں
تیری ہستی ہے جہاں میں دینِ حق کی پاسباں،

اہلِ حق تیری شجاعت سے ہوئے ہیں سرفراز،
حق و باطل میں کیا ہے تو نے پیدا امتیاز

تیری اک للکار سے باطل ہوا ہے بدحواس
چھا گیا ہر دشمنِ دیں پر ترا خوف و ہراس

ڈھا دیا اے مردِ مومن تو نے باطل کا حصار
دیں کے دشمن کی قبا کو کر دیا ہے تار تار،

تیری حق گوئی سے لرزاں ہیں بتانِ آذری
توڑ ڈالا قوتِ ایماں سے سحرِ سامری

تیری درویشی نے شاہوں کے اچھالے تخت و تاج
سطوتِ محمود سے ٹوٹا ہے باطل کا زُجاج

تو نے امت کو دیا شیرازہ بندی کا پیام،
اہلِ باطل کیلیے تو ایک تیغ بے نیام،

گلشنِ اسلام میں ہے تیری ہستی سے بہار
چشم اعدار میں کھٹکتا ہے تو مثل نوکِ خار

ملتِ اسلامیہ کی آنکھ کا تارا ہے تو،
ہر دل مومن کو اپنی جان سے پیارا ہے تو

ہر جگہ تجھ کو خدا رکھے جہاں میں شاد باد
ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد،

مردِ مومن کی قیادت پہ اے طاہرؔ ناز کر،
حاسدانِ تیرہ باطن کو سپر انداز کر،

بشیر احمد طاہرؔ

کوٹلہ جامی،

هفت روزہ

ترجمان اسلام

لاہور

جلد نمبر ۲۲ شمارہ نمبر ۳۰

جمعۃ المبارک ۳ تا ۹ رمضان ۱۳۹۹ھ

سرپرست

مولانا عبید اللہ انور

مدیر

اکرام القادری

مدیر معاون

عمیر الہاشمی

بدل اشتراک

سالانہ

۶۵ — روپے

ششماہی

۳۳ — روپے

سہ ماہی — ۱۷/۰۰ روپے

قیمت

ایک روپیہ پچاس پیسے ۱/۵۰

یکے از مطبوعات

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

افتراق پھیلانے کی کوشش

پاکستان قومی اتحاد کے راہنما اور مسلم لیگ پگارا گروپ کے صدر جناب پیر پگارا نے شیخوپورہ میں قومی اتحاد کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے۔ کہ مذہبی مسائل کی آڑ لے کر افتراق پھیلانے کی تمام کوششیں ناکام بنادی جائیں گی۔ انہوں نے یہ بھی کہا۔ کہ مسلم لیگ ایک ایسی جماعت ہے جو تمام مذہبی جھگڑوں اور گروہ بندیوں سے ماوراء ہے۔ اور ملک کے تمام مکاتیب فکر سے تعلق رکھنے والے عوام اس میں سما سکتے ہیں۔

پیر صاحب نے جن الفاظ میں فروعی مذہبی اختلافات کی آڑ لے کر مسلمانوں میں نفرت پھیلانے والوں کی مذمت کی ہے۔ وہ قابل ستائش ہے۔ انہوں نے اپنی جماعت سے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے جو کہا ہے۔ کہ ان کی جماعت کسی ایک مکتب فکر کی نمائندہ نہیں۔ بلکہ اس میں مسلمانوں کے تمام مکاتیب فکر سے تعلق رکھنے والے افراد شامل ہوسکتے ہیں۔ یہ ایک مثبت انداز فکر ہے۔ خدانخواستہ اگر ہمارے ملک میں فرقوں کی بنیاد پر سیاست کرنے کی روایت قائم ہو جائے۔ تو یہ ملک و قوم کے لئے تباہ کن ہوگا۔ اور ملک میں افتراق اور خانہ جنگی کے امکانات پیدا ہو جائیں گے۔

اس سلسلہ میں ہم محترم پیر پگارہ صاحب سے گزارش کریں گے۔ کہ وہ ان راہنماؤں اور ان جماعتوں کی نشاندہی کرتے ہوئے جو ملک میں فرقہ داریت کو ہوا دے رہے ہیں۔ ان کا بروقت مؤثر انسداد کریں۔

ہم بلا خوف تردید یہ بات کہتے ہیں۔ کہ جمعیت علماء پاکستان کے راہنما اور خاص طور پر جناب نورانی میاں قومی اتحاد سے علیحدگی کے بعد سے قوم کی یہی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ کہ قوم کو فروعی اختلافات کی بنیاد پر فرقوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ نورانی میاں نے اسلام دوستوں میں نفرت کی جو دیواریں تعمیر کرنا شروع کی ہوئی ہیں۔ اگر انہیں بروقت نہ گرایا گیا۔ تو اس کا خمیازہ پوری قوم کو بھگتنا پڑے گا۔ نورانی میاں کی شبانہ روز کوششوں سے مساجد کے پرامن ماحول کو مکدر کئے جانے کا سلسلہ جاری ہے۔ جس کے لئے انہیں پیپلز پارٹی کے غنڈوں کا اعلانیہ اور ملحد و بے دین طبقہ کا خفیہ تعاون حاصل ہے۔ یہ آگ اگر دھیرے دھیرے سلگتی رہی۔ اور حکومت اور سیاستدان خاموش تماشائیوں کا کردار ادا کرتے رہے۔ تو پھر اس کے شعلے دور دور پہنچنے کے امکانات سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا۔ اور مساجد کی چار دیواری سے نکل کر یہ سلسلہ گلی، محلوں تک دراز ہوسکتا ہے۔ جس کا نتیجہ تباہی کی صورت میں نمودار ہوگا۔

پیر صاحب موصوف اپنے بیانات میں عموماً نورانی میاں کو اپنا چھوٹا بھائی کہتے رہتے ہیں۔ نورانی صاحب بھی پیر صاحب کے احترام کی باتیں کرتے ہیں۔ ہم پیر

مالک مولانا عبید اللہ انور [illegible] لاہور

صاحب سے ان کی بزرگی اور بڑے بھائی ہونے کے حوالے سے عرض کریں گے۔ کہ وہ اپنے برادر خورد کو سیاست میں فرقہ واریت کے جراثیم پالنے سے روکیں۔ پیر صاحب ہی کا یہ منصب ہے۔ تو وہ یہ کارِ خیر انجام دیں۔

پیر صاحب نورانی میاں کی اس غلط فہمی کو دور کریں۔ کہ انہیں فرقہ واریت کی بنیاد پر کچھ زیادہ ووٹ ملیں گے۔ یہ ٹھیک ہے۔ کہ بعض متعصب جہلا میں انہوں نے مزید تعصب پیدا کر کے اپنے افتراق امت کے مشن میں کچھ کامیابی حاصل حاصل کی ہے۔ لیکن انہیں معلوم ہونا چاہئے۔ کہ مسلمانوں کی بھاری اکثریت ان کی موجودہ سرگرمیوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اور اسلام سے محبت رکھنے والا لکھا پڑھا طبقہ تو اس الزام و اتہام اور بہتان کی سیاست کو قطعاً پسند نہیں کرتا۔ خود پاکستان کا وجود بھی کسی ایک فرقہ کی کوششوں کا ثمر نہیں ہے۔ یہ ملک تمام مکاتیب فکر کے عوام نے متحدہ کوششوں سے بنایا تھا۔ جبکہ نورانی صاحب کے اکابر قائد اعظم اور پاکستان کے خلاف فتوے داغ رہے تھے۔ کتب میں شائع کر رہے تھے۔ لاکھوں کی تعداد میں پمفلٹ تقسیم کر کے تحریک پاکستان میں شمولیت سے منع کر رہے تھے۔ اور مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے تحریک پاکستان میں کام کرنے والوں کی تکفیر پہ تلے ہوئے تھے۔

آج نورانی صاحب اور ان کی جماعت کے اکثر چھوٹے بڑے رہنما اسی شغلِ نافرجام میں مصروف و منہمک ہیں۔ غضب یہ کہ اپنے اکابر کے ان سیاہ کارناموں پر پردہ ڈالنے کے لئے پاکستان پر تن من دھن نچھاور کرنے والوں کو موردِ الزام ٹھہرایا جا رہا ہے۔

ہم ایک مرتبہ پھر پیر گولڑا سے بالخصوص اور دیگر مسلم لیگی راہنماؤں سے بالعموم یہ درخواست کریں گے۔ کہ وہ اپنی مصروفیات میں سے کچھ وقت نکال کر نورانی صاحب اور ان کے اکابر کی تاریخ کو دیکھیں اور ان فتووں کا مطالعہ کریں۔ جن میں نورانی صاحب کے اکابر نے ہر خادم ملک و قوم کو کافر کہا ہے۔ ہم اس سلسلے میں روزنامہ نوائے وقت کے مدیر محترم جناب مجید نظامی اور ان کے رفقاء سے بھی التماس کریں گے۔ کہ خدارا ان تحریروں پر ایک نظر ڈالیں جو جمعیت علمائے پاکستان کے اکابر نے عین اُس وقت شائع کر کے ہندوستان کے طول و عرض میں پھیلائی تھیں۔ جب مسلمان اپنی متفقہ کوششوں سے تحریک پاکستان اور تحریک آزادی کی جنگ لڑ رہے تھے۔

ہماری گزارش کا یہ مطلب ہرگز نہیں۔ کہ پارینہ اختلافات کو ہوا دی

ابو عمار زاہد الراشدی

نظامِ مصطفےٰ اور ہماری ذمہ داریاں

ملک میں صرف ایک پبلک لاء کا ہی نفاذ ہو سکتا ہے۔

کم بیش دو صدیوں پر محیط مسلسل جدوجہد اور ملّت اسلامیہ کی پشت در پشت کی طویل قربانیوں کے بعد جب امسال ۱۲ ربیع الاوّل کو صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے ملک میں چند اسلامی قوانین کے نفاذ کا اعلان کیا تو ہر محب وطن شہری نے اطمینان کا سانس لیا تھا کہ بدیر سہی لیکن بالآخر ہم نے اپنا رخ صحیح منزل کی طرف کر لیا ہے اب اگر ہم سست روی سے چلے تب بھی کم از کم یہ اطمینان تو ہوگا کہ قوم کی اجتماعی گاڑی کا رخ اس کی اصل منزل کی طرف ہے اور اسے دوسری طرف پھیرا نہیں جا سکتا لیکن ۱۲ ربیع الاوّل کے بعد سے اب تک کے پانچ ماہ پر نظر ڈالی جائے تو یہ احساس ابھرتا چلا جاتا ہے۔ کہ اسلامی قوانین کے نفاذ کا آغاز ہونے کے باوجود ہمارے قدم کما حقہ آگے نہیں بڑھے اور اسلامی قوانین پر عمل درآمد کے سلسلہ میں بے علمی بلکہ دو عملی کی کیفیت نے نہ صرف اسلامی قوتوں کے اعتماد کو مجروح کیا ہے بلکہ خود اسلام اور اس کی افادیت و ضرورت کے خلاف اسلام دشمن عناصر کے پروپیگنڈہ اور مہم کو تقویت حاصل ہوئی ہے۔

اس کا اندازہ ان طنزیہ فقروں سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے جو ان عناصر کی طرف آج ہر برائی اور مسئلہ کو تمسخرانہ مسکراہٹ کے ساتھ نظام مصطفےٰ کی طرف منسوب کر کے جلسوں میں کسے جاتے ہیں۔

یہ صورت حال اس سے پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آئی تھی اس لئے اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ اس اہم مسئلہ پر فوری اور سنجیدہ توجہ دی جائے اور تمام پہلوؤں پر نظر ڈالتے ہوئے اس کے اسباب و علل کی چھان پھٹک کی جائے تاکہ ہم ایک قوم کی حیثیت سے نظام مصطفےٰ کے مؤثر نفاذ کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داریوں کا صحیح طور پر ادراک و احساس کر سکیں۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل امور کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ اسلامی قوتوں کے درمیان اتحاد اور ہم آہنگی کی وہ صورت حال باقی نہیں رہی۔ جو تحریک نظام مصطفےٰ کے دوران تھی اور جسے اسلامی قوانین پر عمل درآمد کی مؤثر اور معتمد ضمانت سمجھا جا سکتا تھا۔ بدقسمتی سے فرقہ واریت کے تعصب نے قوم کی امیدوں اور اس کی منزل کی راہ میں بدگمانیوں کی دیوار کھڑی کر دی ہے ایک طرف ہمارے شیعہ بھائی فقہ جعفریہ کے الگ نفاذ کا علم بلند کئے ہوئے ہیں حالانکہ کسی بھی ملک میں دو متوازی پبلک لاء کا نفاذ نہیں ہو سکتا اور ۱۹۵۱ء میں شیعہ سمیت ہر مکتب فکر کے ۳۱ علماء ان ۲۲ نکات سے اتفاق کر چکے ہیں جن کے مطابق پاکستان میں پبلک لاء صرف ایک ہی ہوگا البتہ پرسنل لاء میں ہر فرقہ اپنی فقہ پر عمل کرنے میں آزاد ہوگا فقہ جعفریہ کے نفاذ کی موجودہ تحریک کے قائد مفتی جعفر حسین صاحب خود اس متفقہ فارمولا پر دستخط فرما چکے ہیں۔

دوسری طرف جمعیۃ علماء پاکستان کا موجودہ طرز عمل بھی سنجیدہ حلقوں کے لئے باعث تشویش ہے کیونکہ اس اہم سیاسی و دینی جماعت کے موجودہ رویہ کا نتیجہ جذباتی حلقوں میں تو شاید جمعیۃ العلماء پاکستان کے رسوخ میں اضافہ کی صورت میں سامنے آئے لیکن اجتماعی اور قومی نقطۂ نظر سے اختلاف و تفریق میں اضافہ ہو جائے گا۔ اس سلسلے میں ستم ظریفی اس وقت اپنی انتہا کو چھونے لگتی ہے جب جمعیۃ العلمائے پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی یہ ارشاد فرما دیتے ہیں کہ اسلام چاہنے والی جماعتیں الگ الگ رہ کر بھی انتخابات میں بھاری اکثریت سے جیت جائیں گی اس صورت حال پر کڑھنے کی حد تک تو ساری قوم شریک ہے لیکن اس کا مداوا کرنے کے لئے عملی کوشش کا کوئی مؤثر پہلو ابھی تک سامنے نہیں آیا گزشتہ دنوں ملک کے کم و بیش ۵۰۰ قانون دانوں نے دینی و سیاسی راہ نماؤں کو باہمی اتحاد کے لئے پندرہ دن کا نوٹس دیا تو راقم الحروف نے ایک اخباری بیان میں ان معزز قانون دانوں کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ یہ مسئلہ نوٹس بازی کا نہیں بلکہ سنجیدہ عملی کوشش کا تقاضہ کرتا ہے اس لئے سینئر وکلاء کو ایک گروپ کی صورت میں تمام سرکردہ سیاسی و دینی راہ نماؤں سے مل کر اس سلسلہ میں عملی کوشش کرنی چاہئے۔ آج بھی اس مسئلہ کا حل یہی ہے کہ سنجیدہ اور مؤثر حضرات اسے اپنا مشن بنا کر فرقہ وارانہ کشمکش کو ہم آہنگی اور اتحاد میں بدلنے کے لئے تدبر و حکمت سے محنت کریں، آخر جب ۱۹۵۱ء میں تمام مکاتب فکر کے سرکردہ علماء مل بیٹھ کر مشترکہ دستوری لائحہ عمل طے

کر سکتے ہیں تو آج ان کے جمع ہونے میں کونسی رکاوٹ ہے؟ اور جب تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفےٰ میں سب ایک ساتھ مل کر چل سکتے ہیں۔ تو آج ان کے قدم ایک دوسرے کے ساتھ کیوں نہیں اٹھ سکتے۔؟

۲۔ اسلامی قوانین پر عمل درآمد میں ایک رکاوٹ قانونی نظام میں موجودہ سہ عملی بھی ہے کیونکہ اس وقت تین قسم کے عدالتی نظام بیک وقت متوازی طور پر کام کر رہے ہیں ۱۔ عام عدالتیں ۲۔ مارشل لاء کورٹس ۳۔ شرعی عدالتیں۔ اس سہ عملی کی وجہ سے پولیس کے بدعنوان عناصر کی چاندی ہی چاندی ہے

۳۔ انتظامیہ کا عام رویہ اور مجموعی کردار بھی اسلامی قوانین پر عملدرآمد کی راہ میں ایک دیوار کی صورت اختیار کئے ہوئے ہے بدقسمتی سے ہمارے ہاں جب بھی انتظامیہ کے کردار کو زیر بحث لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اعلیٰ افسران اسے اپنے خلاف محاذ سمجھ کر وقار کا مسئلہ بنا لیتے ہیں حالانکہ بات افراد کی نہیں ادارے کی ہے۔ اگر بیوروکریسی کے مجموعی کردار پر ہو تو ہمارے افسران کو بھی اسے انفرادی وقار اور گروہی انا کا مسئلہ بنانے کے بجائے اس پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے۔

انتظامیہ میں اچھے افراد بھی ہیں اور برے بھی اور کسی بھی ادارے میں بیک وقت اچھے اور برے افراد کا جمع ہو جانا کوئی غیر فطری امر نہیں ہے۔ اصل سوال یہ ہے کہ ادارے کا مزاج اور اس کا مجموعی رول کیا ہے۔ اس نقطۂ نظر سے ہم دیکھتے ہیں تو انتظامیہ کا موجودہ ڈھانچہ وہی نظر آتا ہے جو ہمارے بدیشی حکمرانوں نے اپنے نوآبادیاتی مقاصد اور مصلحتوں کو سامنے رکھتے ہوئے قائم کیا تھا جبکہ اسلامی قوانین کی کامیابی اور ان پر مؤثر عملدرآمد کے سلسلہ میں ایک ناگزیر ضرورت یہ ہے کہ انتظامیہ کے ڈھانچہ بالخصوص قانون نافذ کرنے والے اداروں کی ہیئت اور کردار کو قوم و ملک کے عصری مفادات اور اسلامی تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لئے بنیادی اور انقلابی اقدامات کئے جائیں کیونکہ اسلامی نظام کی کامیابی کے لئے مؤثر اور فرض شناس انتظامیہ ضروری ہے۔

۴۔ اسلامی قوانین کا نفاذ اور شرعی عدالتوں اور بنچوں کی تشکیل قرآن و سنت کے ماہر جید علماء کی مؤثر شرکت سے ہی مکمل ہو سکتی ہے لیکن عصری قانون کے ماہرین کا طبقہ الگ ہے اور اسلامی قوانین کے ماہرین کا طبقہ الگ، اور ان میں سے کوئی بھی تنہا طور پر اسلامی قوانین کی تنفیذ کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ اس لئے جب تک نظام تعلیم میں تبدیلی کے باعث اسلامی و عصری قانون کے مشترک ماہرین میسر نہیں آتے اس وقت تک موجودہ قانون کے ماہر جج صاحبان اور اسلامی قانون کے ماہر علماء پر مشتمل مشترک عدالتوں کا قیام ایک ناگزیر ضرورت ہے۔

۵۔ معاشی مسائل اور الجھنوں نے انسان کو اس حد تک پریشان کر رکھا ہے کہ آج کے مادہ پرست دور میں باقی تمام چیزوں کی حیثیت ثانوی ہو کر رہ گئی ہے۔ ہمارا موجودہ معاشی ڈھانچہ اور معاشرہ کی طبقاتی تقسیم اور ملوکیت بدیشی حکمرانوں کی یادگار ہے جس کے ہوتے ہوئے غریب عوام کے معاشی مسائل کو حل نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام نے خلافتِ راشدہ کے مبارک دور میں مثال اور نمونہ کے طور پر جو معاشرہ پیش کیا، وہ قطعی طور پر غیر طبقاتی تھا اور اس میں اپر کلاس، مڈل کلاس اور لوئر کلاس کا تصور نہیں بلکہ حکمران طبقہ، اصحاب ثروت اور غریب عوام کے مابین معیارِ زندگی کی یکسانیت ہی اس معاشرہ کا طرۂ امتیاز تھی مگر ہمارے موجودہ معاشی ماہرین اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے بجائے نوآبادیاتی معاشی ڈھانچہ کو ہی چند ترامیم اور معمولی قطع و برید کے ساتھ اسلامی نظام معیشت کے نام سے باقی رکھنے کی کوششوں میں مصروف نظر آتے ہیں۔ چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ انشراحِ صدر کے ساتھ خلافت راشدہ کے غیر طبقاتی معاشرہ کو ہی اپنی منزل قرار دیا جائے اور اسی بنیاد پر معاشی ڈھانچہ کو از سر نو تشکیل دیا جائے کیونکہ کمیونزم اور سوشلزم کی راہ خلافت راشدہ کے غیر طبقاتی نظام ہی کے ذریعہ روکی جا سکتی ہے۔ ہمارے ماہرین معیشت جتنی جلدی اس حقیقت کا ادراک کر لیں گے ملک و قوم کے حق میں اتنا ہی بہتر ہوگا۔

بقیہ اداریہ

جائے۔ لیکن اتنا ضرور کہیں گے اہل علم اور صاحب نظر لوگوں کے سامنے واقعات و حقائق کی صحیح صورت آنی چاہئے۔ تاکہ انہیں کھرے اور کھوٹے میں امتیاز کرنے میں آسانی رہے اور محض پروپیگنڈہ کی بنیاد پر سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ نہ سمجھ لیا جائے۔

آج بھی اگر قوم کی گاڑی کو درست سمت کی طرف ڈالنا ہے۔ تو اس کے لئے اسلامیان پاکستان کو مشترکہ جدوجہد کرنا ہوگی۔ اور ان لوگوں کا محاسبہ کرنا ہوگا جو قوم کو فرقوں، علاقوں اور زبانوں کی بنیاد پر تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔

قارئین متوجہ ہوں

پچھلے چند ہفتوں سے ایڈیٹر کے نام خطوط کا صفحہ بعض ناگزیر وجوہات کی وجہ سے شائع نہیں ہو رہا ہے۔ آئندہ سے یہ صفحہ دوبارہ شروع کیا جا رہا ہے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ مراسلات تجاویز و شکایات جلد از جلد ارسال کریں

(ادارہ)

مرتب: مشتاق ملتانی
تلمیذ: حضرت نفیس رقم

روزہ اور اُس کے خواص

قرآن مجید کا بیان ہے کہ "اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے۔ جس طرح سے کہ تم سے پہلے اگلی قوموں پر فرض کیا گیا تھا۔ تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ (سورۃ بقر)

اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ روزہ صرف مسلمانوں ہی پر نہیں۔ اگلی قوموں پر بھی فرض تھا۔ جو مختلف اوقات میں رکھا جاتا تھا۔ تورات اس کی شاہد ہے۔ زبور سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حضرت داؤد علیہ السلام اور اُن کے متبعین روزہ رکھتے تھے۔ انجیل میں آیا ہے۔ کہ

"جب تم روزہ رکھو تو ریاکاروں کی طرح اپنا چہرہ اُداس نہ بنائے پھرو۔ تاکہ لوگ تمہیں روزہ دار جانیں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ کہ وہ اپنا ثواب پا چکے۔ لیکن تم جب روزہ رکھو۔ تو سر پہ تیل لگاؤ۔ منہ دھوؤ تاکہ لوگ نہیں بلکہ تمہارا باپ (خدا) جو پوشیدہ دیکھ رہا ہے۔ تمہیں روزہ دار جانے۔ اور وہ تمہیں اس کا بدلہ دے گا۔"

(انجیل متی ب ۶ آیہ ۱۶)

جین مت بدھ مت وغیرہ ہندی مذاہب میں فقر و فاقہ کو جو اہمیت حاصل رہی ہے۔ کہ روحانی زندگی کے حصول کی خاطر فقر و فاقہ کرتے اور ترکِ خواہشات دنیا یعنی نفس کشی ان کے نزدیک بہترین عبادت تھی۔ اس کی حیثیت ہمارے نزدیک الہامی نہ بھی ہو۔ لیکن اس میں تو کوئی شبہ نہیں۔ کہ روزے کا دوسرا نام فاقہ کشی ہے۔

صرف مسلمان ہی نہیں۔ قرب الٰہی کے حصول کی خاطر غیر قوموں کے صالحین نے بھی اپنے آپ کو وقف کیا ہے۔ سب سے بڑی عبادت ان میں روزہ یعنی فقر و فاقہ کرنا سمجھا جاتا تھا گویا کہ قرب الٰہی کا واحد ذریعہ اُن کے نزدیک صرف اور بس یہی تھا۔ اسلام بھی تذکیہ کا حامی کار ہے۔ روزہ میں وہ سب خوبیاں بدرجہ اتم موجود ہیں۔

انسان جسم و روح کے مجموعہ کا نام ہے قدرت نے ان دونوں کے درمیان مدت مقرر تک رشتہ قائم کر رکھا ہے۔ بعض انسانی طبقوں پر مادیت کا غلبہ ہوتا ہے۔ جس سے وہ رات دن جسمانی لذتوں اور رغبتوں کے نشہ میں ہمیشہ مدہوش رہا کرتے ہیں۔ ان کی انسانیت پر بہیمیت کے پردے پڑ جاتے ہیں۔ کھانے پینے اور عیش و عشرت کی خواہش اُن کو اس قدر اندھا بنا دیتی ہے۔ کہ اس کے سوا اُن کی بے نور آنکھوں کو اور کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا چند سال یونہی گزر جاتے ہیں۔ انسان دنیاوی چیزوں کے نشہ میں چور رہتا ہے۔ دیکھتے دیکھتے شباب کا رنگین زمانہ ختم ہو جاتا ہے۔ بڑھاپا خزاں بن کے چھا جاتا ہے۔ قویٰ میں ضعف و انحطاط پیدا ہو جاتا ہے۔ اور یہ مدہوش انسان بہت جلد جانوروں کی ایسی موت مر جاتا ہے۔ اس کو زندگی بھر کوئی ایسا نور نہیں ملا جو اُسے دوسرے عالم میں جب کہ وہ سراسر تاریکیوں میں گھرا ہو گا کچھ روشنی دے سکے۔

جس طرح انسانی اجسام لبسا اوقات مادی بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس صورت میں وہ طبیبوں کے علاج کے محتاج ہوتے ہیں۔ چونکہ انسان کی مادی بیماریوں کا علاج مختلف مفرد اور مرکب دواؤں سے کرتے ہیں۔ اسی طرح جب انسان روحانی بیماریوں میں مبتلا ہو جائے۔ روح کی جلا اور صفائی جاتی رہے۔ دنیا فسق و فجور کے سیلاب میں غوطے کھانے لگے۔ شر و فساد کے جراثیم فضائے انسانی میں پھیل کر مختلف مہلک اور خطرناک امراض پیدا کر کے زندگی خطرے میں ڈال دیں اور مادیت پرستی زہر آلود ہو۔ و بائیں روحانیت کا خاتمہ کر ڈالیں تو اس وقت انبیاء علیہم السلام اطبائے روحانی بن کر دنیا میں بھیجے جاتے ہیں۔ اور وہ مختلف روحانی نسخوں اور مفرد و مرکب ادویہ سے نفس کی بیماریوں کا علاج کرتے ہیں۔

دنیا میں جس قدر مذاہب و ادیان آئے تقریباً اُن سب کا یہی مقصدِ وحید تھا۔ کہ نفوس انسانی کی اصلاح اور اُن کے اذہان کا تذکیہ کیا جائے۔ یہی مقصد دین اسلام کا ہے روزہ انسان کے نفس اور روح کا محافظ یعنی تذکیہ نفس کے لئے تیر بہدف دوا نفسانی خواہشات کے لئے تریاقِ اکبر ہے روزہ سے بری خواہشیں دب جاتی ہیں۔ سرکش نفس سرنگوں ہو جاتا ہے۔ دنیا میں عام بُرائیاں اکثر اوقات جسمانی قوتوں کے چڑھاؤ سے سرزد ہوا کرتی ہیں۔ جو لوگ خوش حال اور فراغت کی زندگی بسر کرتے ہیں اچھی اچھی غذائیں کھاتے رہتے ہیں۔ ان کے اندر بدمستی کی کیفیات پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان کا نفس حدِ اعتدال سے تجاوز کر کے اپنی من مانی خواہشات کو پورا کرنے کی فکر میں لگا رہتا ہے۔ اور اندر ہی اندر بُرے جذبات

کی پرورش کرتا اور ان کو بروئے کار لانے کے لئے انسان کو برانگیختہ کرتا ہے۔ جب ایسے لوگ روزہ رکھتے ہیں۔ تو جسمانی قوت میں کمی واقعہ ہو کر نفس پر قابو پانے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ جب قوتوں پر زوال آجائے۔ تو گناہوں میں بھی کمی واقعہ ہو جاتی ہے۔ جب ایسے انسان بھوک و پیاس کی شدت برداشت کرتے اور گناہوں کو ترک کرتے ہیں۔ تو اُن پر باران رحمت کا نزول ہوتا ہے۔

پھر روزہ میں دیگر کثیر التعداد فوائد موجود ہونے کے علاوہ یہ ہے کہ جس شخص میں نکاح کی استطاعت نہیں۔ تو اُس کے لئے روزہ رکھنا بہت فائدہ مند ہے۔ اور روزہ سے حرص وطمع سے چھٹکارا پانے کا گُر بھی ہاتھ آتا ہے۔ جو کہ دنیا جہاں کی بادشاہت مل جانے پر یہ آگ بجھانا چاہو تو نہیں بجھتی۔

روزہ انسان کو قناعت کی زندگی بسر کرنا سکھاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو شخص قناعت اور کفایت کی زندگی بسر کرتا ہے۔ کم کھاتا پیتا ہے۔ وہ لالچی نہیں بن سکتا۔ بھوک و پیاس سے اجنبی شخص جو پیٹ بھر کر کھانے کا عادی ہے۔ جب کبھی اُسے غذا نہ ملے، تاخیر ہو جائے تو وہ ناجائز طریقوں سے بھی پیٹ بھرنے سے گریز نہیں کرتا۔

اور روزہ جہاں صبر کرنا سکھاتا ہے۔ تو خواہشات جسمانی جب غلبہ کرتی ہیں۔ تو اُن پر قابو پانے کا امتحان بھی ہو جاتا ہے۔ اُس کے لئے آسانی کی یہ ایک بڑی راہ نکل آتی ہے اور اُن خواہشات پر قابو پانے کی آسانی نکل آتی ہے۔ جو کہ بہت بڑی دولت خرچ کر کے بھی اُس پر قابو نہیں پایا جا سکتا۔ اور روزہ ان مفلس فاقہ کشوں کی بھوک و پیاس کا احساس پیدا کرتا ہے۔ کہ جو غیرت کے مارے بھوک کی حالت میں بھی کسی کے سامنے دست سوال نہیں دراز کرتے۔

اور روزہ سے نڈھال جسم سے رب کے لئے عاجزی کا مادہ بیدار ہو جاتا ہے اور امانت کا اس سے جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ جو خواہشات جسمانی کا لطف و سرور حاصل کر کے روزہ کی خیانت نہیں کرتا۔ حالانکہ پوشیدہ کرنے پر وہ قادر بھی ہے۔ وہ دوسرے شخص کی کسی امانت میں خیانت کرنے سے بھی گریز ضرور کرے گا۔ اور روزہ نامحرم کے لئے حیا و شرم کو بھی اُبھارتا ہے۔

روزہ تریاق امراض ہے۔ بیماری کے جراثیم جسم میں جو پیدا ہوتے ہیں۔ روزہ رکھنے سے وہ مر جاتے ہیں۔ اکثر بیماریاں زیادہ کھانے پینے سے پیدا و غالب ہوتی ہیں جن سے اعضاء رئیسہ بھی متاثر ہو جاتے ہیں معدہ کو جو طب میں ام الامراض (تمام بیماریوں کی ماں) کہا جاتا ہے۔ جس کے ذریعہ ہی اکثر ساری بیماریاں پھیلتی ہیں۔ روزہ اُن تمام بیماریوں کی جڑ یعنی ام الامراض معدہ کی خوب اصلاح کرتا ہے۔ لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا۔ کہ

بیٹا! جب معدہ بھر جاتا ہے۔ تو قوت فکر کمزور پڑ جاتی ہے۔ حکمت و دانش گونگی اور تمام اعضاء عبادت سے غافل ہو جاتے ہیں۔

محمد نعیم ترین بلوچستان

بانی دارالعلوم دیوبند

حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک بصیرت افروز واقعہ

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ بانیٔ دارالعلوم دیوبند جن کا علم وفضل اور کمال ظاہری و باطنی معروف ہے ان کا زمانہ اور پنڈت دیانند سرسوتی کا زمانہ ایک ہے۔ پنڈت دیانند ہندوؤں کے فرقہ آریہ سماج کے بانی تھے۔ اُنہوں نے قصبہ رڑکی میں اسلام پر اعتراضات کئے علماء نے دندان شکن جوابات دیئے۔ اور کہا کہ اگر جرأت ہے۔ تو میدان میں آکر بحث کرو۔ اس نے کہا کہ تم لوگ میرے مقابلے کے نہیں۔ میں تو صرف مولوی قاسمؒ سے بحث کرونگا۔ چنانچہ رڑکی کے علماء نے حضرت کو خط لکھا کہ ایسا واقعہ ہے۔ آپ تشریف لادیں۔ باوجودیکہ حضرت مولانا محمد قاسم بیمار تھے۔ مگر مذہب اسلام کی حفاظت واشاعت کی خاطر اپنے چند شاگردوں کے ساتھ رڑکی تشریف لے گئے۔ جن میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رح محدث دارالعلوم دیوبند، مولانا احمد حسن صاحب امروہی، مولانا حکیم رحیم اللہ صاحب بجنوری اور دیوبند کے مشہور ادیب منشی نہال احمد وغیرہ حضرت کے خدامِ خاص سفر میں شریک تھے۔ حضرت فرمایا کرتے تھے۔ کہ دیوبند میں صرف ڈیڑھ ذہین ہیں۔ پورے ذہین حکیم مشتاق احمد صاحب اور آدھے ذہین منشی نہال احمد ہیں۔ ان میں جب کوئی میرے وعظ میں سامنے بیٹھ جاتا ہے۔ تو مضامین کی آمد شروع ہو جاتی ہے۔ کہ سمجھنے والے موجود ہیں۔

حضرت نانوتوی رڑکی پہنچے۔ تو اُنہوں نے منشی نہال احمد کو پنڈت دیانند کے پاس بھیجا۔ تاکہ وہ پنڈت جی سے مباحثہ کی شرائط طے لیں۔ جب منشی صاحب پنڈت جی کی رہائش گاہ پر پہنچے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ پنڈت جی کھانے کی میز پر بیٹھ چکے ہیں۔ کھانے سے فارغ ہو کر بات چیت کریں گے۔ اتنے میں پنڈت جی کے لئے ایک لمبی چوڑی پرات پیتل کی میں کھانا آیا۔ جس میں غیر معمولی تعداد میں پوریاں حلوا اور اسی مقدار میں ترکاری وغیرہ تھی۔ گویا کہ آٹھ دس آدمیوں کی شکم سیری کے بقدر کھانا سینی میں دیکھا گیا۔ جو پنڈت جی کے لئے لایا گیا تھا۔ کچھ منٹ بعد وہ پرات صاف ہو کر باہر آئی۔ جس میں ایک حبّہ بھی باقی نہ تھا۔ منشی صاحب سمجھے کہ پنڈت جی کے ساتھ کھانے میں اور بھی لوگ شریک ہونگے۔ کیونکہ ایک آدمی بھلا اتنا کھانا کہاں کھا سکتا ہے۔ منشی صاحب کمرے میں اندر گئے۔ تو انہوں نے کہ پنڈت جی اکیلے بیٹھے ہوئے ہیں۔ مگر اُنہوں نے دیکھا کہ کمرے میں کوئی اور دروازہ بھی نہیں۔ پھر اُنہوں نے خادم سے پوچھا بھی کہ کھانے میں کوئی اور بھی پنڈت جی کا شریک تھا۔ اُس نے کہا کہ نہیں۔ صرف پنڈت جی ہی نے کھانا کھایا ہے۔ منشی صاحب حیران رہ گئے۔ کہ یا اللہ! ایک آدمی، اتنا کھانا بہرحال پنڈت جی سے مباحثہ کی گفتگو ہوئی اور منشی صاحب نے واپس آکر حضرت نانوتوی سے ساری گفتگو نقل کر دی۔

اس سلسلہ میں سنانا یہ تھا۔ کہ منشی جی حضرت کے پاس الگ ہو کر جب اپنے ہمجولہ میں بیٹھے۔ تو منشی صاحب نے کہا کہ بھائی مجھے ایک بات کا بڑا فکر ہو گیا۔ وہ یہ کہ اگر مسائل میں پنڈت جی سے مناظرہ ہوا۔ تو یقین ہے ہمارے حضرت جیت جائیں گے کیونکہ بحمد اللہ حق پر ہیں۔ لیکن فکر یہ ہے۔ کہ اگر کھانے میں مناظرہ ہوا۔ تو کیا ہوگا کیونکہ پنڈت جی تو پندرہ سیر کھا کے بھی ڈکار نہیں لیں گے۔ اور ہمارے حضرت آدھی چپاتی ہی کھا کر بیٹھ رہیں گے۔ تو بات کیونکر بنے گی۔ بات ہنسی کی تھی۔ تمام احباب سن کر ہنس پڑے۔ اور بات ختم ہو گئی۔ لیکن شدہ شدہ یہ بات حضرت تک پہنچ گئی تو منشی جی کو بلایا اور پوچھا کہ آپ نے کیا کہا تھا۔ منشی جی گھبرائے۔ فرمایا کہ بات تو میں سن چکا ہوں۔ مگر پھر تمہاری زبان سے سننا چاہتا ہوں۔ کیوں مجھے اس کا جواب دینا ہے منشی جی نے ڈرتے ڈرتے اپنا مقولہ دہرایا حضرت نے فرمایا اس کے دو جواب ہیں۔ اول الزامی جواب ہے۔ اور وہ یہ کہ

کیا ساری باتوں کے لئے مناظرہ کو میں ہی رہ گیا ہوں۔ آخر تم لوگ کس لئے ساتھ آئے ہو؟ کھانے میں بحث ہوئی تو تم مناظرہ کر لینا۔ دوسرا جواب تحقیقی ہے۔ وہ یہ کہ حضرت نے ذرا چیں بہ چیں ہو کر فرمایا کہ

تم اتنے دن صحبت میں رہے۔ تمہارے ذہن میں یہ سوال کیونکر پیدا ہوا۔ کہ کھانے میں

مناظرہ ہوا تو کیا ہوگا۔ مناظرہ علم میں ہوتا ہے یا جہالت میں کھانا بہیمیت کی علامت ہے۔ اور بہیمیت جہالت کا شعبہ ہے۔ کیا تم مجھے جہالت اور بہیمیت میں مناظرہ کرانے کے لئے یہاں لائے ہو۔ اگر اسی بہیمیت پر مناظرہ ہوا۔ تو ہم بہائم کے لئے پیش کریں گے۔ ہم پنڈت کے مقابلے میں بھینسے کو پیش کریں گے۔ اُونٹ کو پیش کریں گے۔ بات بڑھی تو ہاتھی کو پیش کریں گے۔ کھاؤ کتنا کھاتے ہو۔

پھر فرمایا کہ علم کا شعبہ ہے نہ کھانا تو تمہارے ذہن میں کیوں یہ سوال نہیں پیدا ہوا۔ کہ نہ کھانے میں مناظرہ ہوا تو کیا ہوگا۔ کیونکہ مناظرہ علم کے دائرہ کی چیز ہے۔ اور اس میں مناظرہ ہوا تو انسان پیش کیا جائے گا۔ جو ذی علم ہے اور اس کے بعد فرمایا۔ کہ ہم اس کے لئے تیار ہیں۔ کہ اگر نہ کھانے میں مناظرہ ہوا۔ تو ہم کہیں گے۔ کہ کھانا کھانے کے لئے نہیں مجھی اور پنڈت جی کو بھی ایک مقفل کوٹھڑی میں بند کر دیا جائے۔ اور چھ مہینے کے بعد کھولا جائے۔ جو تر و تازہ نکلے سمجھے وہی حق پر ہوگا۔

حضرت نانوتوی کا عروج روحانی

اس سلسلہ میں میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ حضرت نانوتوی نے وفات سے چند روز پیشتر فرمایا کہ اب مجھے بقاء حیات کے لئے بحمد اللہ کھانے پینے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اتباع سنت کے لئے کھاتا پیتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ جب ذکر اللہ رگ و پے میں سرایت کر جاتا ہے۔ تو وہی ذریعہ حیات بن جاتا ہے۔ جیسا کہ انبیاء ملا کی شان ہے۔ کہ وہ اظہار عبدیت اور امت کے لئے نمونہ عمل چھوڑنے کے لئے کھاتے پیتے ہیں۔ وہ بھی انتہائی قلیل مقدار میں اور وہ بھی بے حد سادہ۔ جیسے جَو وغیرہ اور وہ بھی بے شمار فاقوں کے ساتھ۔ اس سے واضح ہوا۔ کہ طبعی تقاضوں کی مخالفت اور ان کے ترک کا نام کمال ہے۔ جوانمردی ہے۔ طبعی تقاضے پورے کرنے کا نام کمال نہیں۔ کیونکہ یہ کمال تو ہر جانور میں بھی ہے۔ اور ایسے ہی فنون طبعیہ میں بڑھ جانے اور ترقی کر جانے کا نام علم اور کمال نہیں۔ کہ یہ طبعی علم بقدر لبساط حیوانات میں بھی ہے۔

علمی کمال یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ سے باتیں کر کے علم حاصل کیا جائے جو طبیعت کے تقاضوں سے بالاتر ہے وہ علم وحی ہے۔ جو صرف پیغمبروں کے ذریعے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ نہ کہ نفس میں خیالات پکا کر انہیں خوبصورت طریقوں سے نمایاں کر دینے سے ملتا ہے۔ وہ صورت علم کہلائے گا۔ حقیقی علم نہیں۔ اور یہ علم الٰہی ہی انسانی خصوصیت ہے تو انسانیت کے معنی ہیں علم الٰہی کے حاصل ہونے کے نکلے۔ اس لئے انسان نام جیسے کپڑے پہننے، گھر بنا کر رہنے اور کھانا کھانے کے نہیں۔ ایسے ہی دو کان، دو آنکھ۔ ایک ناک اور مخصوص صورت زیبا کے نہیں بلکہ سیرت زیبا کے ہیں۔ جو علم لدنی اور علم الٰہی سے بنتی ہے۔ انسان وہ ہے۔ جس سے علم و حکمت کا چشمہ پھوٹے۔ یا اس چشمہ سے سیراب ہو یا اس کا حامی ہو اس لئے حدیث نبوی میں ارشاد فرمایا کہ

دنیا بھی ملعون جو کچھ کہ دنیا میں ہے وہ بھی ملعون سوائے عالم کے یا متعلم کے یا اُن کے حامی اور دلدادہ کے۔ اور وہ علم جو عالم یا متعلم سیکھتا ہے۔ یا سکھاتا ہو۔ کتاب و سنت کا علم ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ بلاشبہ علم یا محکم آیات قرآن یا سنت قائمہ ہے یا فریضۂ عادلہ جو کتاب و سنت کے مشابہ ہو۔ قیاس مجتہد اور یہ علم صرف انبیاء سے حاصل ہوتا ہے۔ نہ کہ عقل و طبع یا وہم و خیال سے۔ مگر یہ علم آتا ہے۔

سید عطاء الرحمن جعفری

بی اے۔ آنرز

اسلامی ثقافت میں عربوں کا کردار

عالم عرب . جدید بھی ہے . اور قدیم بھی نئی عرب دنیا کو وجود میں آئے محض پچاس سال ہو رہے ہیں . سلطنت عثمانیہ کی تباہی کے بعد اس کے ملبے پر اس کا وجود ہوا . یہ آئینی سیاسی شناخت اور تشکیل کے لحاظ سے نئی ہے . اس کی تشکیل بنیادی طور پر ان قومی مملکتوں پر مشتمل ہے . جن کا جنگ عظیم سے پیشتر کوئی وجود نہ تھا . اسے آبادیاتی پابندیوں کے بغیر اپنی قسمت آپ متعین کرنے کی نئی نئی آزادی ملی . یہ معاشرتی ، معاشی اور ثقافتی عزائم اور ارادوں کے لحاظ سے اور مہذب دنیا کے سائنسی اور فنی طریقے اپنانے کے لحاظ سے نئی ہے .

جدت کے اس پر امنگ ماحول میں مستقبل کی کامیابیوں کے تمام امکانات کے ساتھ عرب کا ماضی بعید کچھ غیر متعلق معلوم ہوتا ہے . اس کی وہ کامرانیاں اب سے صدیوں پہلے ایک ایسی دنیا میں ہوئی تھیں . جس سے آج ہم نا آشنا ہیں . ایک عربی مقولہ ہے .

" مافات مات "

یعنی جو گزر گیا وہ مر گیا . لیکن یہاں ایسی بات نہیں . آدمی اپنے ماضی سے انکار نہیں کر سکتا . کیونکہ اس طرح وہ گویا اپنی آبائی میراث سے انکار کرتا ہے ماضی زندہ رہتا ہے . صرف تاریخ کی شکل میں . بلکہ اس سے زیادہ قوم کے کردار اور شناخت کی شکل میں موجود رہتا ہے خواہ قوم اس سے بے خبر ہی کیوں نہ ہو حقیقت یہ ہے . کہ عربوں کا ماضی گونج رہا ہے . اور اس گونج میں جدید دنیا کے لئے سیکھنے کے قابل اسباق اور استعمال کرنے کے قابل وسائل موجود ہیں صحیح معنوں میں یہ ماضی نشاۃ ثانیہ کا ایک ذریعہ ہے .

ساتویں اور آٹھویں صدی کی قدیم دنیا میں فتوحات نے دو عظیم اور مستقل اثرات مرتب کئے . ایک فوری اور ڈرامائی اثر یہ ہوا کہ طاس بحیرہ روم اور مشرق قریب میں ایک نئی عالمی مملکت وجود میں آئی . ان فتوحات اور ثقافت دونوں کا عہد جدید کی تشکیل پر گہرا اثر پڑا .

عالم عرب کی مملکت شہنشاہی نظام کے تحت وجود میں آئی . اسقدر تیزی کے ساتھ کہ تاریخ میں اس کی مثال شاذ و نادر ہی ملتی ہے . منظر عالم پر نمودار ہونے کے بعد ایک صدی کے اندر ہی عرب فرانس کی سرحد پر پائینز سے لے کر وسط ایشیا میں پامیر تک چھا گئے . سپین شمالی افریقہ . مصر اور مشرق میں سلطنت فارس کو برگ زیرنگیں کر کے ایک ایسی شہنشاہیت میں شامل کر دیا . جو سلطنت روما کے عروج کا ہم پلہ ہو گئی .

تاہم یہ نئی اقلیم مستقل طور پر سامراجی یا محض عرب بن کر رہ گئی تھی . مشرق سے مغرب تک تین ہزار میل کے احاطے میں پھیلی ہوئی اس مملکت پر جس میں مختلف خطہ جات کی اقوام شریک تھیں . ایک مرکز اقتدار پر بیٹھ کر ایک خاندان کے لئے حکومت کرنا ممکن نہ ہو سکا . ایک صدی سے کچھ زائد عرصہ تک عرب فاتحین اپنے مقبوضہ ممالک کو یکجا رکھنے میں کامیاب رہے . اس کے بعد علاقے الگ ہونے لگے . اور غیر عرب مسلمانوں نے بھی . مملکت اور معاشرے پر حکومت میں حصہ لینے کا حق حاصل کرنا شروع کیا مغرب میں اسپین شمالی افریقہ اور ایک حد تک مصر نے بھی شہنشاہی اقتدار کے خلاف جدوجہد کی . اور آخر کار اپنی راہ پر چل پڑے . مشرق میں فارس نے طاقت حاصل کر لی . اور مشرقی علاقوں کا حاکم بن گیا .

تیرھویں صدی تک جب کہ منگولوں نے مسلم دنیا کو تہ و بالا کر ڈالا . اصلی عرب شہنشاہیت کو ختم ہوئے ایک عرصہ ہو چکا تھا . اس کی جگہ چھوٹی چھوٹی منتشر مملکتوں کے سلسلے . علاقائی طاقتیں اور متصادم حکمران وجود میں آئے . جن میں کچھ عرب حکمران بھی تھے .

اولین فتوحات کے ذریعہ جو عرب مملکت وجود میں آئی وہی عملی طور پر قرون وسطی کی مسلم دنیا میں تبدیل ہو گئی . یہ

ایک ایسی سیاسی مملکت تھی۔ جو مسلم مملکت کہلانے کی بجا مستحق تھی۔ جنہوں نے نسلی و قبائلی رشتوں سے ماوراء ایک دینی برادری کی تشکیل کی۔

مسلمانوں کی اس تنظیم کے تحت دنیا میں ایک نئی ثقافت کی تشکیل ہوئی جسے عربی فتوحات کا دوسرا عظیم الشان نتیجہ کہہ سکتے ہیں۔ یہاں تخلیق ہی جامع اور معقول اصطلاح ہے۔ عرب فاتحین متاثر کن فوجی قوت کے ساتھ آئے۔ لیکن اُن کے صحرائی وطن کی ثقافت بالکل سیدھی سادی اور فسطائیت سے پاک تھی۔ وہ ممتاز تمدن جسے مسلم دنیا فروغ ہوا۔ ترقی کی بلند ترین چوٹیوں پر پہنچ گیا۔ نئی مملکت نے جس تمدن کو جنم دیا۔ وہ نئے نظام کے تشخص اور شناخت کے ساتھ دوسری اقوام میں بھی پھیل گیا۔ اس کے بڑے بڑے اجزائے ترکیبی مفتوحہ قوموں کی مختلف النوع زندگی اور روایات مثلاً کلاسیکی ادب، یونانی افکار، رومن لاء شامی علوم، فارسی فنون تھے۔

اس ممتاز اسلامی ثقافت کی تشکیل اس وقت نمایاں طور پر ہونے لگی۔ جب سلطنت کی عرب قیادت ماند پڑنے لگی۔ فاتحین شروع شروع میں اپنی حکومت کے قیام۔ امن عامہ کو برقرار رکھنے۔ فوجی نظام کو مستحکم کرنے کی سعی کرتے رہے حکومت اور نظامت کے روزمرہ کے کام عمال پر چھوڑ رکھے گئے۔

ظاہر ہے کہ ایسی صورت حال نہیں تھی جس میں ثقافتی مصروفیات یا تخلیقی صلاحیت کو راہ ملتی۔ لیکن جب فتوحات مسلمہ ہو کر ایک مستقل نظام میں ڈھل گئی۔ اور غیر معمولی اقتدار نے وسیع ثقافتی ترقی کو راہ دے دی ۷۵۰ء میں بنو عباس کے عروج کے ساتھ نو مسلموں اور ذمیوں نے جو اب نئے معاشرے میں کنارے کنارے رہتے چلے آ رہے تھے آگے بڑھ کر معاشرے میں آ گئے۔ اور اپنا ثقافتی ورثہ اور تمدن بھی ساتھ لائے۔

اس نظام کے تحت مسلم ثقافت کی غیر معمولی کامیابیاں نمایاں ہوئیں عربی ادب بام عروج تک پہنچ گیا۔ فقہ کے اصول مرتب کئے گئے۔ فلسفہ، سائنس اور طب کا رخ قدیم سے جدید راہ کی طرف کر دیا گیا۔ انہیں نئے رخ اور نئے مواد عطا کئے۔ مسلمانوں کا تمدن جو ہر طرح مالا مال اور مختلف النوع تھا اسلامی دنیا کے معاشروں کے لئے نشان راہ بن گیا۔ اور اس نے انسانی تاریخ میں عظیم ثقافتی کامیابیاں حاصل کیں۔

عرب اور اسلامی ثقافت

مسلم ثقافت کے رنگین نقش و نگار کی بناوٹ کے لئے مواد عربوں نے فراہم کیا۔ ادب۔ دینیات۔ فلسفہ۔ سائنس جغرافیہ، فن تعمیر ہر شعبے میں قابل ذکر عرب نام اور قابل ذکر عرب کارنامے موجود ہیں۔ لیکن عربوں کے کارنامے فضلاء کی انفرادی کارگزاریوں اور ممتاز خصوصی کارناموں سے کہیں آگے جاتے ہیں۔ ثقافتی ترقی کی بنیاد عرب فتوحات نے ہی رکھی تھی۔

منگولوں کی عارضی سلطنت قائم ہوئی لیکن اس سے نئے قابل ذکر تمدن کا ظہور نہیں ہوتا۔ اور آخر میں منگولوں کا ٹڈی دل لشکر صحرائے گوبی میں واپس جاتا ہے تو اپنے پیچھے تباہیوں اور بربادیوں کے سوا اور کوئی نشان نہیں چھوڑتا۔ لیکن عربوں کے ساتھ ایسی بات نہیں وہ مفتوحہ علاقوں میں اپنے ساتھ اپنی تعمیری قوتیں بھی لے گئے۔ یہ ایسی قوتیں تھیں۔ جنہوں نے بعد میں ظہور پذیر ہونے والے تمدن کے لئے اسٹیج اور اسی کا ڈھانچہ تیار کیا۔

سلطنت کی حقیقت

ان طاقتوں میں حقیقت خود وہ سلطنت تھی۔ جو قائم ہوئی۔ سمجھا یہ گیا ہوگا۔ کہ عرب حملہ آور صحرائی لوگ ہیں یہ روایتی طرز کے قبائلی یورش اور لوٹ مار کرنے کے بعد بھاگ جائیں گے۔ لیکن ایسی بات نہیں تھی۔ عربوں نے اپنی فتوحات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ یہ فی سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ میں کر رہے ہیں۔ اس سے ان کی مراد تھی کہ وہ انسان کے لئے ایک نیا سماجی نظام لا رہے ہیں۔ اور ان کی فتوحات اس نئے نظام کی وجود کا ذریعہ ہیں اس حملے کے نتیجہ میں جو سلطنت وجود میں آئی۔ وہ مستقل بھی تھی۔ اور اپنے استقلال کے برقرار رکھنے کی صلاحیت بھی رکھتی تھی۔ اور یہ صلاحیت ویسی نہیں تھی۔ جو فاتح کے اندر مفتوحہ علاقوں کے متعلق ہوا کرتی ہے۔ اس سلطنت کے حقائق اور تصورات نے نئی قلمرو کی شناخت اور تشخص کے اظہار کی خاطر ایک نئے معاشرتی اور ثقافتی نظام کے قیام کی ضرورت پیدا کر دی پہلے جو لوگ اسپینی۔ یونانی، مصری اور شامی تھے۔ اور اپنی الگ الگ تاریخ اور روایات رکھتے تھے۔ سب مل کر ایک مسلم قوم ہو گئے۔ اس طرح ایک تہذیبی سلطنت کے قیام نے ایک نئی دنیا کے قیام کی راہ ہموار کر دی۔

اس جدید سلطنت کے اندر قدیم دنیا کی تہذیب و معاشرت جو علاقائیہ پر مبنی تھی دب کر رہ گئی۔ اور نئی راہ اختیار کرنے پر مجبور ہو گئی۔ خود عرب فاتحین نے بھی ان تمدنوں سے رابطہ قائم کرنے میں کوئی تاخیر نہیں کی۔ جنہیں اُنہوں نے شکست دی تھی۔ حکمران

خاندان بنو امیہ کے خاتمہ سے پہلے ہی کلاسیکی فن تعمیر کے مطابق عمارتیں بننے لگی تھیں۔ غرضیکہ عربوں کا اقتدار ختم ہونے تک اسلامی برادری کے ہر شعبہ میں نئی تہذیب و ثقافت کی بنیاد پڑ چکی تھی۔ اور وہ نئی راہ اختیار کرنے پر مجبور ہو گئی۔

دین اسلام

عرب فتوحات اور اس کے حیرت انگیز ترقی کا سبب دین اسلام تھا۔ عرب حملہ آور اپنے ساتھ دین اسلام لے کر آئے تھے۔ اُن کی تہذیبی و تمدنی تخلیقات کے عمل میں دین اسلام میں بنیادی عنصر کی حیثیت رکھتا تھا۔ عربوں کی فتوحات اسلامی فتوحات تھیں لہٰذا جو ملک بھی فتح ہوتا۔ وہ اسلام کا گہوارہ بن جاتا۔ اور ایک ایسی سوسائٹی کی تشکیل ہو جاتا۔ جس کا ہر فرد محض مسلمان کی حیثیت سے اپنے فرائض سرانجام دینے لگا۔

اسلام انسانی زندگی کے ہر شعبے کا احاطہ کرتا ہے۔ یہ بات قابل غور ہے۔ کہ اسلام محض دینیات یعنی عبادات سے ہی تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ اپنی ایک شریعت بھی رکھتا ہے۔ جس کا تعلق انسانی زندگی کے مسائل اور اُن کے قوانین سے ہے۔ شریعت اسلامی ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اور ہر ملک اور ہر زمانہ کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور اس کے قوانین ہر معاملہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو انسان سے سرزد ہو سکتا ہے۔

زُبان

عرب فاتحین کے ساتھ ساتھ ایک اور چیز جس سے مفتوحہ قومیں متاثر ہوئیں۔ وہ اُن کی زبان — عربی تھی

مسلم تہذیب و تمدن کے فروغ و اشاعت میں عربی زبان کا بھی بہت بڑا کردار رہا ہے۔ اسلام کی حقانیت کے ساتھ ساتھ عربی زبان نے بھی نمایاں کردار ادا کیا۔ عربی کا یہ کردار بھی حیرت انگیز ہے۔ بحیرۂ روم کے خطہ میں واقع ممالک کی اپنی زبان اور اپنا ادب تھا یونانی زبان نہایت ہی ترقی یافتہ زبان تھی۔ اس کا ادب کافی ترقی یافتہ تھا۔ اس کے برعکس صحرائی عربوں کی زبان ان کے لئے قطعی اجنبی تھی۔ عربوں کی شاعری کو نمایاں مقام ضرور حاصل تھا۔ لیکن ان کی ساری شاعری محض زبانی ہوا کرتی تھی۔ لکھنے پڑھنے کا رواج بہت کم تھا۔ عربوں کے پاس اگر تحریری شکل میں کوئی ادب موجود تھا۔ تو وہ الٰہی کلام قرآن مجید تھا۔ اس کے باوجود عربوں کے مفتوحہ علاقوں میں عربی زبان جس تیزی سے پھیلی اور پھلی پھولی۔ اس کی مثال نایاب ہے بلکہ بعض ممالک میں تو عربی زبان اس طرح رائج ہو گئی۔ کہ اُن ملکوں کی اپنی زبان نابید ہو گئی۔ یعنی اُس کا کوئی وجود ہی نہ رہا۔ اور جن ممالک میں اُن کی اپنی زبان رہی۔ وہاں بھی عربی زبان کو مقامی زبان پر فوقیت حاصل ہو گئی۔ اور سارا علمی و ادبی کام عربی میں ہی ہونے لگا۔ اور دوسری زبانوں نے عربی رسم الخط کو اپنا لیا۔

مسلم ثقافت پر عربی زبان کا اثر نمایاں اور دائمی ہو گیا۔ اسی زبان نے مختلف نسلوں اور ملکوں کے لوگوں کو ہم زبان بنا دیا۔ اس میں مختلف علوم و فنون کی کتابوں کے ترجمے ہوئے۔ جس سے سب نے استفادہ کیا —— دنیا آج پیغام اور ذریعہ پیغام کی اہمیت کو سمجھنے لگی ہے۔ لیکن عربی زبان صدیوں پہلے ہی ایک مؤثر ذریعہ پیغام کا کردار ادا کرتی چلی آ رہی ہے۔ غرضیکہ ازمنہ وسطیٰ کی مسلم تہذیب کی اہم خصوصیت عربی زبان اور اُس کے اثرات ہیں

جمعیت علما اسلام کی تمام شاخوں کے نام
ہر ضلع ایک ہزار رضاکار تیار کرے

آپ حضرات کو معلوم ہے۔ کہ جمعیت علماء اسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہٗ اور حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہٗ کی قیادت اور راہنمائی میں کام کرتے کرتے ایک حد تک دین کی خدمت کر سکی ہے۔ اور آئندہ بھی کرتی رہے گی۔ لیکن امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی خدمت سے تمام عمر سبکدوش نہیں ہو سکتی۔ اور آئندہ بھی ہم کو یہ کام کرنا ہے۔ اور یہ عہد کرنا ہے۔ کہ ہماری زندگی کا نصب العین اسلام کی سربلندی اور رب عظیم کی امر و نواہی کا بجا لانا ہے۔ ہمارا ایمان ہے۔ کہ اسلامی اصولوں پر عمل پیرا ہوئے بغیر نہ ملک مستحکم ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی قوم مطمئن ہو سکتی ہے اس لئے ہمیں اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہئے۔ نیز آپ کو یہ فیصلہ کرنا ہے کہ اس ملک میں دین اسلام کو باقی رکھنا ہے۔ اور مختلف قسم کے عناصر کی موجودگی میں اس کے لئے قوت اور طاقت کی ضرورت ہے۔ طاقت تنظیم سے ہوا کرتی ہے۔ لہٰذا ہر ہر ضلع کم از کم ایک ہزار رضاکار منظم کر دے جو دین کی خدمت کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔

مولانا محمد اجمل خاں
مرکزی سیکرٹری جمعیت علماء اسلام

نور عالم قریشی — ایڈووکیٹ

موجودہ بجٹ سے نوکرشاہی کے مقاصد پورے ہو گئے ہیں

بیوروکریسی کے شہنشاہ غلام اسحاق وزیر خزانہ نے جو بجٹ پیش کیا ہے۔ اس سے غریب عوام کے مسائل میں کمی کی بجائے اضافہ ہوا ہے۔ اس بجٹ نے غریب اور متوسط طبقے کو کچل کر رکھ دیا ہے۔ اس ملک کے غریب عوام پہلے ہی ٹیکس اور مہنگائی کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں۔

پٹرول، ڈیزل، گھی، مٹی کا تیل، ڈاک کی شرح، بجلی، گیس، سیمنٹ اور دیگر ضروری اشیاء کی قیمتوں میں زبردست اضافہ کی وجہ سے پورے ملک میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔ قومی معیشت کو بہتر بنانے اور روزمرہ کی اشیاء کی قیمتوں میں کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ عوام کی ضروریات زندگی اور مسائل میں زبردست اضافہ ہو گیا ہے۔ اور غریب عوام کی استعمال کی چیزیں پر بھاری ٹیکس لگا دیا ہے۔ جس کی وجہ سے عوامی حلقوں میں زبردست بے چینی پائی جاتی ہے۔

حکومت نے وفاقی بجٹ نوکرشاہی کی ملی بھگت سے تیار کیا ہے۔ اس وقت ملک میں غیر نمائندہ حکومت کام کر رہی ہے جسے نوکرشاہی کی پشت پناہی حاصل ہے۔ نوکرشاہی نے عوامی مفادات نظرانداز کر کے ایک ایسا بجٹ تیار کیا ہے۔ جو ذخیرہ اندوزی اور بلیک مارکیٹنگ اور مہنگائی کا تحفظ کرتا ہے اس کمر توڑ بجٹ سے جاگیرداری اور سرمایہ داری کو تحفظ ملا ہے۔

ملک کا خزانہ خالی ہو چکا ہے۔ مگر اس کے باوجود بجٹ کے اعداد و شمار کے مطابق ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت نوکرشاہی کے اخراجات میں سو کروڑ سے بڑھا کر ۲۰۰ کروڑ کا اضافہ کر دیا ہے۔

حکومت نے وفاقی بجٹ بناتے وقت سیاستدانوں سے کوئی مشورہ نہیں لیا۔ نوکرشاہی نے موجودہ حکومت کو ناکام کرنے اور قومی اتحاد کو بدنام کرنے کی ایک اور ٹیکنیک سے ایک ایسا بجٹ تیار کیا ہے۔ جس سے ملک کے کروڑوں غریب عوام متاثر ہوئے ہیں۔

قیام پاکستان سے لے کر اب تک ایسا خطرناک اور تباہ کن بجٹ کبھی بھی پیش نہیں کیا گیا۔ ملک کے گوشے گوشے میں عوام دشمن بجٹ کی زبردست مخالفت کی جا رہی ہے۔ ملک کا کوئی طبقہ بھی ایسا نہیں ہے۔ کہ جس نے موجودہ بجٹ پر تشویش کا اظہار نہ کیا ہو۔ لہٰذا حکومت رائے عامہ کا احترام کرتے ہوئے قومی، ملکی مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے نوکرشاہی مزاج بجٹ پر فوراً نظر ثانی کرے۔

موجودہ عبوری حکومت ملک میں عام انتخابات کا اعلان کر چکی ہے۔ نومبر ۱۹۷۹ء میں انتخابات کے انعقاد کا باضابطہ طور پر اعلان ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس موقع پر مکمل بجٹ کا معاملہ آنے والی حکومت پر چھوڑ دیا جاتا۔ تو زیادہ بہتر تھا۔ اور حکومت کو چھ ماہ کے لئے عبوری بجٹ پیش کرنا چاہئے تھا۔ جس میں عوام کو مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ منتخب نمائندہ حکومت ہی ایک ایسی پائیدار حکومت ہوتی ہے۔ جو مکمل طور پر عوام کے جذبات اور مفادات کا تحفظ کرتی ہے

منتخب افراد عوام کی نفسیات سے اچھی طرح واقف ہوتے ہیں اس لئے وہ بجٹ بنانے سے پہلے افراد کی معاشی اور اقتصادی مسائل کا اچھی طرح جائزہ لیتے ہیں۔ اس کے عوام کے منتخب نمائندے اسمبلی میں بجٹ پیش کرتے ہیں۔ پھر پارلیمنٹ میں بجٹ کی خصوصیات پر بحث ہوتی ہے، تاکہ بجٹ کی اچھائی برائی عوام کے سامنے لائی جائے۔ تاکہ ملک کے عوام کو صحیح طور پر بجٹ کے محاسن و معائب کا پتہ چل سکے۔ ایسا بجٹ ہمیشہ عوامی امنگوں کے مطابق تیار کیا جاتا ہے۔

موجودہ وفاقی بجٹ کی تمام سیاسی جماعتوں اور ملک کے ہر مکتب فکر کے لوگوں نے شدید مذمت کی ہے۔ نوکرشاہی کے تیار کردہ بجٹ پر جس غم و غصہ کا اظہار کیا ہے۔ وہ حکومت کے سامنے کھلی کتاب کی طرح ہے۔

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

مولانا مفتی محمود کے دورہ اُوچ شریف کی رُوداد

قائد جمیعت نے ۲۶ جون کو اوچ شریف میں مدرسہ فاروقیہ کے جلسہ میں شرکت فرمانا تھی۔ پروگرام کے مطابق آپ خیبر میل کے ذریعہ شام کو احمد پور شرقیہ کے اسٹیشن پر پہنچے۔ تو عوام کے جم غفیر نے آپ کا پرجوش خیر مقدم کیا۔ یونہی مفتی صاحب نے پلیٹ فارم پر قدم رنجہ فرمایا۔ فضا پرجوش نعروں سے گونج اُٹھی۔ آپ نے عصر کی نماز اسٹیشن والی مسجد میں ادا کی عوام کے پرزور اصرار پر مختصر خطاب کیا مفتی صاحب نے فرمایا کہ" کیا آپ کو معلوم ہے۔ کہ میں بیمار ہونے کے باوجود سخت گرمی اور لُو میں آپ کے پاس کس لئے آیا ہوں؟ اس کے پس منظر میں ایک مشن اور ایک جذبہ کارفرما ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ خدا کی زمین پر خدا کا نظام خدا کے نیک اور صالح بندوں کے ذریعہ سے نافذ کر دیا جائے۔ اور ہم اُس کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔

مفتی صاحب نے فرمایا۔ کہ میں آپ کو ایک نصیحت کرنے آیا ہوں۔ کہ ملک کی تمام لادینی طاقتیں متحد ہوگئی ہیں۔ اور دینی طاقتیں آپس کے اختلافات کا شکار ہیں۔ اُنہوں نے فرمایا۔ کہ عوام ایسے لوگوں کا تعاقب کریں۔ اور اُن کو اختلافات پیدا کرنے سے روک دیں۔ اُنہوں نے کہا کہ ہم اُن کی طرف صلح اور محبت کا ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ تو اس کا جواب ہمیں گالیوں سے دیا جاتا ہے۔ ہم سب کچھ برداشت کئے آرہے ہیں۔ صرف اور صرف اتحاد کے لئے" ورنہ ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں"۔ اس مختصر خطاب کے بعد مفتی صاحب کو کاروں، موٹرسائیکلوں اور جیپوں کے جلوس میں اُوچ شریف لے جایا گیا۔ جہاں پہلے سے عوام آپ کے استقبال کے منتظر تھے یونہی آپ اُوچ کے قریب پہنچے پانچ ہزار کے مجمع نے آپ کا تاریخی استقبال کیا یہ عظیم الشان جلوس شہر کی بڑی بڑی شاہراہوں سے گزرتا ہوا جلسہ گاہ تک پہنچا۔ رات کو ۱۰۰۰۰ دس ہزار افراد کے عظیم الشان جلسہ عام سے آپ نے دو گھنٹے تک مفصل اور مدلل خطاب فرمایا

"مفتی صاحب نے فرمایا"

کہ ملک میں تین قسم کی عدالتیں کام کر رہی ہیں۔ شرعی قوانین۔ انگریزی قوانین اور عوامی قوانین۔ اگر کوئی شخص اپنے مقدمے کو شرعی عدالتوں میں لے جانے کی بجائے انگریزی عدالتوں میں لے جائے تو وہ قرآن کی رُو سے مومن نہیں چنانچہ ارشاد ہے۔

فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم

مفتی صاحب نے فرمایا کہ یہ اس قوم کی بدقسمتی ہے۔ کہ انگریز تو ملک چھوڑ گیا لیکن اُس کے قوانین ابھی تک ہمارے سروں پر مسلط ہیں۔ اور شرعی عدالتوں کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ رشوت کی لعنت نے اپنی قیمت بڑھا دی ہے۔

مفتی صاحب نے فقہ جعفریہ کے متعلق بتایا۔ کہ آج مفتی جعفر حسین صاحب مطالبہ کر رہے ہیں۔ کہ شیعوں کے لئے فقہ جعفریہ علیحدہ نافذ کی جائے حالانکہ وہ خود ان بائیس نکات پہ دستخط کر چکے ہیں جن میں یہ بات بھی ہے۔ کہ پاکستان کے تمام مسلمانوں کے لئے ملک کا لاء ایک ہوگا۔ اور پرسنل لاء ہر فرقہ اپنے اپنے فقہ کے مطابق بنا سکتا ہے۔ مفتی صاحب نے فرمایا۔ کہ دنیا کے کسی ملک میں بھی دو پبلک لا نہیں ہیں۔ حتی کہ ایران میں بھی ایسا نہیں ہے تو پھر پاکستان میں اس کا مطالبہ کیوں کیا جا رہا ہے۔ — ؟

مفتی صاحب نے فرمایا۔ کہ پاکستان میں فرقہ دارانہ منافرت میں مجھے کوئی خفیہ ہاتھ معلوم ہوتا ہے۔ جو دینی جماعتوں میں اختلافات کو ہوا دے رہا ہے۔ مفتی صاحب نے فرمایا۔ کہ آنے والے انتخابات فیصلہ کن انتخابات ہونگے۔ اور عوام نے فیصلہ کرنا ہوگا کہ انگریز کا قانون چاہئے یا اسلام کا قانون۔ مفتی صاحب نے اس بات کا خاص طور پر اعلان کیا کہ روس افغانستان میں مداخلت کر رہا ہے۔ اُس کو درحقیقت افغانستان

باقی صفحہ ۲۲ پر

حافظ ارشاد احمد دیوبندی

ہزاروں برکتیں لے کر ماہِ صیام آیا

اسلام نے مسلمانوں کی زندگی کو ایسے سانچے میں ڈھالنے کی طرح ڈالی ہے۔ کہ ان کی عبادت بن جائے۔ اور یہی وجہ ہے کہ بہترین عادات پیدا کرنے کی خاطر عبادات کی ریاضت فرض قرار دے کر اُن کے ذمہ لگائی گئی۔ اور اس سے کوتاہی کرنے والوں کو عذاب الیم کی وعیدیں سنائی گئیں۔ طبی نقطۂ نگاہ سے طبائع میں فضول اخلاط کی جب زیادتی ہو جائے۔ تو طبیب اور ڈاکٹر حضرات کو فاقہ کشی کا حکم دینا لازم ہو جاتا ہے۔ ورنہ دوائیں بے اثر اور بے کار ثابت ہوتی ہیں۔ اور جب تک کھانے پینے کا دھندا موجود ہے۔ فضول اخلاط کی پیدائش کو کسی صورت نہیں روکا جا سکتا۔ اسلئے اللہ تعا نے ایک فطری معاملے میں فطری عبادت کا اضافہ فرمایا۔ جہاں فضول اخلاط کی پیدائش ضروری ہے۔ وہاں اُن کا علاج بھی فرض فرض قرار دیا گیا ہے۔ یعنی سال کے پورے گیارہ مہینے کھاؤ پیؤ اور خداوند قدوس کا شکر ادا کرو۔ اور بارھویں مہینے روزے رکھو اور ادعیہ و ریاضت کے ساتھ سکون وقلب اور جسم میں چستی پیدا کر کے دوسرے سال کے لئے نئے سرے سے کام کرنے کی اُمنگوں کو اُبھارو۔ روزے کی فرضیت اس قدر ضروری اور اسلام میں اہم مسئلہ ہے۔ کہ اس مادی دنیا کے وہ لوگ جو مذہب سے بالکل علیحدہ ہیں اُنہوں نے بھی انکار نہیں کیا۔ شاید آپ حضرات نے بھی غیر مسلم مفکرین کی آراء کا جو روزہ کے متعلق ہیں ضرور مطالعہ کیا ہوگا۔ حکماء اور ڈاکٹروں کے اقوال بھی ملاحظہ فرمائے ہونگے کہ روزہ سے اکثر امراض کا علاج خود بخود ہو جاتا ہے۔ خصوصاً شکم کے اکثر بیشتر امراض کا علاج تو صرف روزہ کو قرار دیا گیا ہے۔ احقر راقم کی ذاتی تجربہ کے ساتھ عرض ہے۔ کہ روزہ سے ٹی بی کا علاج بھی ابتداء میں بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ اور نزلہ زکام کا علاج تو روزہ سے افضل تا حال دریافت بھی نہیں ہوا پھر روزہ رکھنے کا معاملہ محض اللہ سے ہے اگر روزہ دار کسی کو نہ بتلائے۔ تو اس عبادت کے متعلق کچھ پتہ نہیں چل سکتا۔ کہ یہ عبادت بھی ادا ہو رہی ہے۔ یا نہیں؟ بنا بریں حدیث قدسی میں آیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان مقدس ہے کہ

"الصوم لی وانا اجزی بہ"

اوکما قال

روزہ صرف میرے لئے ہے۔ اور میں ہی اس کی مخصوص جزا دونگا۔

حضرت سلمان فارسی فرماتے ہیں کہ شعبان کی آخری تاریخ میں رسول خداؐ نے ہمارے سامنے ایک جامع تقریر فرمائی اور یوں بیان فرمایا" اے لوگو! ایک بڑا اور معزز مہینہ تمہارے پاس آپہنچا ہے۔ جو مبارک مہینہ ہے۔ ایک رات اس مہینہ میں ایسی ہے۔ جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے اللہ نے اس مبارک مہینے کے روزے فرض قرار دیئے ہیں۔ اور اس مہینہ کی راتوں کو قیام کرنا (یعنی تراویح) تطوع قرار دیا ہے جو شخص اس مہینہ میں کوئی نفلی عبادت کا کام کرے۔ تو اس کا ثواب غیر رمضان میں فرض ادا کرنے کے برابر ہے اور جو شخص اس مہینے میں فرض ادا کرے۔ تو اُس کا ثواب غیر رمضان میں ستر فرضوں کے ادا کرنے کے برابر ہے اور آپؐ نے فرمایا کہ یہ صبر کا مہینہ ہے۔ اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ اور یہ احسان وسلوک کا مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ جو شخص اس مہینے میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرا دے۔ تو یہ اس کے گناہوں کی مغفرت اور اُس کی گردن کا دوزخ سے آزاد ہونے کا سامان ہوگا۔ اور اُس روزہ دار کے ثواب کے برابر ثواب ملے گا مگر روزہ کے ثواب میں ذرہ بھی کمی نہ آئے گی اوکما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

نیز اسی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ہم میں ہر شخص کو تو روزہ افطار کرانے کا مقدور نہیں۔ تو پھر اس کے ثواب میں سب کس طرح شریک ہوں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ ثواب اللہ تعا اس شخص کو بھی دے گا۔ جو کسی روزہ دار کا روزہ دودھ کے ایک گھونٹ سے یا ایک کھجور سے یا کم از کم پانی کے ایک گھونٹ سے افطار کرا دے۔ مزید سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے آپؐ نے فرمایا کہ اس ماہ میں چار چیزوں کی کثرت رکھو دو چیزیں تو ایسی ہیں۔ جن کی تم کو ضرورت ہے۔ پہلی دو چیزیں یہ ہیں لا الٰہ الا اللہ اور استغفار کی اس ماہ میں کثرت رکھو۔ اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں۔ کہ خدائے قدوس سے جنت کا سوال کرو۔ اور دوزخ سے پناہ مانگو۔ ترمذی شریف میں ایک روایت اس طرح

اس طرح موجود ہے فرمایا کہ وہ شخص ہلاک ہو۔ جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ نیز فرمایا کہ

ورغم انف رجل دخل علیہ
رمضان ثم انسلخ قبل ان
یغفرلہ

یعنی وہ شخص بھی ہلاک ہو۔ جس کی زندگی میں رمضان کا مہینہ آئے۔ اور اُس کی مغفرت نہ ہو۔ اور وہ شخص بھی ہلاک ہو۔ جس کے والدین یا ان میں سے ایک اُن کے پاس بوڑھے ہو جائیں۔ اور وہ جنت میں داخل ہونے کا سبب نہ بنالے۔ نیز فرمایا کہ رمضان میں شیطان جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ اور نیکیوں کا اجر ستر گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔ ایسے حالات میں بھی اگر آدمی رمضان المبارک میں محروم رہے۔ تو یہ بہت ہی بڑی محرومی ہے۔

روزہ صرف کھانے پینے کو ترک کر دینے کا نام نہیں۔ بلکہ روزہ تو ایک "ری فرشر کورس" ہے۔ جیسا ارشاد ہے کلا روزے میں تو جائز خواہشات کو بھی وقتی طور پر طلوع فجر تا غروب آفتاب آفتاب تک کے لئے چھوڑنا پڑتا ہے۔ سو اس میں ناجائز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور نہ اس کے ارتکاب کی کوئی گنجائش نکل سکتی ہے۔ وہ کیا روزہ ہوا۔ جس میں منہیات شرع اسلام کا ارتکاب کیا جائے ایسے روزہ سے تو بجز بھوک پیاس اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا روزہ تو یہ ہے۔ کہ جملہ منہیات و مکروہات شرع شریف سے بھی کلی اجتناب برتا جائے اور ذکر و فکر طاعت و عبادت صبر و ضبط اور خواہشات میں مزید رسوخ و استحکام حاصل کیا جائے۔ اور اس طرح تعلق الی اللہ کے لئے اپنے آپ کو مستعد اور ہمہ تن تیار کیا جائے۔ تاکہ دین حق کے لئے وہ ہر ایثار اور قربانی کو خندہ پیشانی سے پیش کرے۔ اور بطیب خاطر اس کے لئے مستعد و آمادہ ہو۔

روزہ کے فضائل قرآن و حدیث میں بڑی کثرت کے ساتھ وارد ہیں۔ مگر ماننے والوں کے لئے نصیحت کا ایک حرف کافی ہے۔ اور نہ ماننے والوں کے لئے نہ کافی نہ دفتر اور نہ رسالہ کافی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یدع شھوتہ وطعامہ من
اجلی

یعنی میرا بندہ میرے لئے اپنا کھانا پینا اور پسندیدہ خواہش (جائز) کو چھوڑتا ہے فرمایا روزہ دار کے لئے اور متعدد فوائد میں سے دو خاص فائدے اور فرحتیں ہیں اور اور ایک فرحت و مسرت روزانہ افطار کے وقت اور ایک بہت بڑی پائیدار خوشی و فرحت اپنے رب کے حضور میں حاضر ہو کر روزہ کا انعام پانے کے وقت ہوگی اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں مشک و عنبر کی خوشبو سے بہت بڑھ کر عمدہ و پاکیزہ ہے۔ اور ایک دوسری حدیث میں آیا ہے۔ کہ

الصیام جنۃ فاذا کان یوم
صوم احدکم فلا یرفث ولا
یصخب۔

یعنی روزہ گناہوں سے اور عذاب سے بچنے کی ڈھال ہے۔ پس جب تم میں سے کسی کو روزہ ہو تو وہ شرم و گناہ اور شور و شغب اور جھگڑا و فساد کی کوئی بات نہ کرے۔

فان شتمہ احد او قاتلہ
فلیقل انی صائم انی صائم

یعنی اگر کوئی شخص تمہیں گالیاں دے یا لڑے تو کہدے بھائی جان چھوڑو میں روزہ سے ہوں۔ میں روزہ سے ہوں۔ اور کسی لڑائی جھگڑا کے لئے تیار نہیں ہوں نیز فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لئے ایک دن کا بھی روزہ رکھا

جعل اللہ تعالیٰ بینہ و بین النار
خندقا کما بین السماء والارض

یعنی اللہ تعالیٰ اور روزہ دار کے اور جہنم کے درمیان اتنی بڑی خندق حائل کر دیگا۔ جس کا فاصلہ آسمان و زمین کے مابین مسافت کا ہوگا۔ یعنی وہ جہنم سے بہت ہی دور اور اس سے محفوظ ہوگا۔

روزہ کے دس فوائد

منجملہ ہزاروں فوائد کے صرف دس فائدے مولانا عبدالحمید صاحب ارشد کی کتاب سے نقل کر کے پیش خدمت ہیں۔

(۱) روزہ سے صبر و ضبط اور خواہشات پر قابو پانے کا ملکہ حاصل ہوتا ہے۔ توکل اور تسلیم و رضا کے نیک اوصاف اور پسندیدہ ملکات کو اس سے خاطر خواہ تقویت ملتی ہے۔ حوصلہ اور قوت برداشت پیدا ہو کر انسان تکالیف و مصائب کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

(۲) بھوکے پیاسوں اور ناداروں کی تکالیف کا احساس بڑھ جاتا ہے اور ان سے عملی ہمدردی اور غمگساری کا جذبہ قوت پکڑتا ہے۔ اور مستحکم ہو جاتا ہے کیونکہ وہ خود بصورت روزہ بھوک و پیاس برداشت کر کے عملی طور پر ان تکالیف کا عملی مشاہدہ اور ذاتی تجربہ خود اپنے اندر کرتا ہے۔ ساتھ ہی اس کو یہ اندازہ بھی ہو جاتا ہے۔ کہ جب صرف دن بھر کی بھوک پیاس سے انسان بعض اوقات خصوصاً گرمی اور لو کے دنوں میں نیم جان یا نڈھال سا ہو جاتا ہے۔ تو افلاس زدہ اور نادار لوگوں کا کیا حال ہوگا؟ جو بعض اوقات بال بچوں سمیت دن کے ساتھ رات کو بھی ملا کر فاقہ یا نیم فاقہ سے گذر بسر کرنے پر ایک گونہ مجبور ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ مالدار لوگوں کو آزمانا چاہتے ہیں۔ کہ دیکھیں ان میں انسانی ہمدردی کس حد تک پائی جاتی ہے۔ اور وہ خدائی ہدایات کے

کے مطابق بنی نوعِ انسان کے ساتھ کہاں تک احسان ومروت، ایثار ومساوات کے برتاؤ پر آمادہ ومستعد ہوتے ہیں۔

(۳) دین کی توقیر اور دینی اعمال کی عزت وحرمت روزہ دار میں پیدا ہوجاتی ہے۔ جس کی وجہ سے وُہ روزہ کے ساتھ ساتھ نماز، قرآن، تراویح، زکوٰۃ وصدقات تسبیح وتحلیل اور ذکر اللہ کی بھی کسی حد تک پابندی کرنے لگ جاتا ہے۔ اور اس طرح نیکی کی طرف اُس کا قدم بڑھنے لگتا ہے اگر اُس وقت اس کی صحیح رہنمائی کی جائے اور توفیق الٰہی اُس کے شامل حال ہو تو بسا اوقات وہ تقویٰ اور خدا ترسی کے نیک جذبات سے مالا مال ہوجاتا ہے وذلک ہے بھی السعادۃ الکبریٰ

(۴) ترک ماکولات ومشروبات وترک لذائذ کی وجہ سے روزہ دار کی روحانی قوتوں میں بفضلہ تعالیٰ ترقی اور اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اور وہ عالم ملکوت سے قرب و اتصال میں بڑھتا ہی رہتا ہے یہانتک کہ تقرب الی اللہ کے بلند مقام پر فائز ہوجاتا ہے۔

(۵) روزہ سے انسان کو اپنی اور دوسرے جانداروں کی بے بسی اور احتیاج ضعف وناتوانی اور عجز ودرماندگی کا پورا پورا اندازہ ہوجاتا ہے۔ کہ وہ آب ونان اور دوسری ضروریات کے بغیر زیادہ عرصہ خوشگوار اور پرلطف زندگی بسر نہیں کرسکتا۔ وہ لمحہ لمحہ اپنے رب تعالیٰ کے فضل وکرم اور جود واحسانات کا محتاج ہے۔ جو شکم مادر سے تا لب گور اس کی ربوبیت ونگہداشت فرماتا رہا۔ اس احساس سے بندہ اپنے رب کی نعمتوں کا شکر گزار اور اس کے احسانات کا قدر شناس ہوتا ہے۔ اور اس میں جذبہ اطاعت وفرمان پذیری اور ولولہ سپاس گزاری مستحکم ہوجاتا ہے۔

(۶) روزہ سے انسان کو اندازہ ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے کھانے پینے کی جو نعمتیں دی ہیں۔ وہ کس قدر بیش قیمت اور مفید ہیں۔ کہ زندگی کے چند روزہ بقا اور سہولت وآرام کو انہی سے وابستہ کر دیا گیا ہے۔ اس سے منعم حقیقی کے پیہم مربیانہ عنایات و احسانات کی طرف نگاہیں بار بار اٹھتی ہیں۔ اور اعتراف نعمت کے طور پر اس کے حضور میں جھک کر سجدہ ریز ہوتی ہے۔

(۷) روزہ کی وجہ سے اخلاط ردیہ اور فضلات مادیہ خشک ہوکر ختم ہوجاتے ہیں۔ اور صحت عود کر آتی ہے۔ نیز اس میں مزید قوت واستحکام پیدا ہوجاتا ہے۔ ساتھ ہی اعضا وجوارح معدہ امعاء جگر وغیرہ کو بھی کسی حد تک آرام مل جاتا ہے۔ اور آلات ہضم اور قبض دفع ہوکر پھر سے تازہ دم ہو کر اپنے وظائف بڑی خوبی سے ادا کرنے کے لئے خوب مستعد ہوجاتے ہیں۔ اور روزوں کے بعد انسان ایک حد تک ایک نئی تازہ دم اور پُرمسرت زندگی میں داخل ہوتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اُسے ایک تازہ اور جدید زندگی بخشی گئی ہے۔ اور یہ احساس بجائے خود ایک بہت ہی مسرت خیز اور خوش کن کیفیت کا حامل ہے۔

(۸) روزہ سے ایثار وقربانی کے جذبہ کو تقویت ملتی ہے۔ اور اخلاص وللہیت میں بفضل تعالیٰ مزید اضافہ ہوتا ہے۔ جس سے انسان میں جود وسخا کا مادہ پیدا ہوکر بڑھتا اور قوت پکڑتا رہتا ہے۔ تاکہ بندہ مال وجان کی قربانی اور جہاد فی سبیل اللہ کے لئے ہمہ تن تیار ہوجاتا ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی پہلی دینی لڑائی غزوہ بدر رمضان شریف میں روزہ کی حالت میں لڑی گئی ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کھلی فتح ونصرت سے نوازا الحمد للہ۔

(۹) نماز کی طرح روزہ بھی بہت سی برائیوں اور مصیبتوں سے بفضلہ تعالیٰ بچنے کا ذریعہ ثابت ہوتا ہے۔ اور ایک باشعور اور احساس روزہ دار کو اس بات کا قوی احساس رہتا ہے۔ کہ وہ کوئی ایسا فعل یا قول نہ کر بیٹھے۔ کہ جو اُس کے روزہ پر بری طرح اثر انداز ہو۔ اور اُس کی معنویت وافادیت کو مجروح کرے۔ پس وہ ناشائستہ الفاظ واقوال وافعال سے بہت حد تک محترز رہنے کی کوشش کرتا ہے، اور بعونہ تعالیٰ اس میں کامیاب بھی رہتا ہے۔

(۱۰) روزہ جہاں بحالی صحت بدنی وروحانی کا ایک قوی ذریعہ ہے وہاں ثواب واجر من اللہ اور حصول رضا الٰہی کا بھی ایک نہایت ہی مستحکم وسیلہ وطریقہ ہے۔ اور سنن انبیاء علیہم السلام کے اقتدار اور اتباع اولیاء کرام کا بڑا ہی مستحسن وپسندیدہ راستہ ہے۔

تلک عشرۃ کاملۃ

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں روزوں کی طرف اپنی مخلوق کی توجہ دلاتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ

اے ایمان والو! فرض کیا گیا تم پر روزہ۔ جیسے فرض کیا گیا تم سے اگلوں پر تاکہ تم پرہیزگار ہوجاؤ۔

ایاماً معدودات

یہ روزے ہیں گنتی کے۔ یعنی چند روز گنتی کے جو زیادہ نہیں۔ روزہ رکھو۔ اس سے رمضان المبارک کا مکمل مہینہ مراد ہے۔ مگر یہ نہیں فرمایا کہ ایمان والو! تم پورا ایک مہینہ روزہ رکھو اس کی وضاحت حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ یوں فرمایا کرتے تھے۔ کہ کوئی شخص لاہور شہر سے اسٹیشن جانا چاہتا ہے۔ مگر مذبذب ہے کہ جاؤں یا نہ جاؤں، اتنے میں کسی آدمی کا گذر ہوتا ہے۔ وہ دریافت کرتا

ہے۔ کہ اسٹیشن کتنی دور ہے؟ وہ کہتا ہے۔ کہ بھائی بالکل قریب ہے۔ چند فرلانگ کے فاصلہ پر اسٹیشن ہے۔ تو وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اسٹیشن روانہ ہو جائے گا۔ ہاں ایک آدمی لاہور شہر سے اسٹیشن جانا چاہتا ہے۔ وہ کافی سفر بھی ختم کر چکا ہے۔ ارادہ بھی پختہ ہے۔ مگر جب وہ کسی صاحب سے دریافت کرتا ہے۔ کہ بھائی اسٹیشن کتنی دور ہے؟ تو وہ کہتا ہے۔ کہ بہت ہی دور ہے۔ تو اُس کا حوصلہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور جانے کا ارادہ ختم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے بھی رحمٰن رحیم ہو کر فرمایا۔ کہ یہ چند دن گنتی کے ہیں۔ حوصلہ کر کے روزے شروع تو کرو ان کے بڑے فوائد ہیں۔ جس کی تشریحات قرآن کریم کے علاوہ احادیث مبارک اور دیگر اسلامی کتب میں موجود ہیں۔ ہمارے علمائے دیوبند کی عبادات و ریاضت اس مقدس مہینہ میں بہت ہی بڑھ جاتی تھیں۔ طوالت مضمون کی وجہ سے صرف حضرت شیخ اسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی نور اللہ مرقدہٗ کے رمضان المبارک میں معمولات کا خلاصہ پیش خدمت ہے حضرت ساری رات رمضان المبارک میں یاد الٰہی میں کھڑے ہو کر گذار دیتے تھے۔

روایت ہے کہ جُون کا رمضان تھا۔ گرمی شباب پر تھی۔ لُو چل رہی تھی۔ اوسطاً ۸۰ مہمان روزانہ آتے تھے۔ اہل خانہ نے آپ کو پیرسالی اور موسم کے تقاضا کے بموجب یہ مطالبہ کیا۔ کہ آپ مسجد کے وقت کوئی میٹھی چیز نوش فرما لیا کریں۔ تاکہ تشنگی کا غلبہ نہ ہو۔ مگر پیکر سنت نے برجستہ فرمایا۔ کہ میرے مہمان صرف روٹی سالن کھائیں۔ اور میٹھی چیز میں کھاؤں۔ اگر مہمانوں کے لئے انتظام ہو سکتا ہے۔ تو میں بھی کھا سکتا ہوں۔ ورنہ میں تنہا نہیں کھا سکتا بدرجہ مجبوری گھر والوں نے سب کے لئے کبھی میٹھے چاول کسی دن شیرنی اور کسی دن سیویوں کا انتظام کیا۔ پھر رمضان المبارک میں چونکہ مہمانوں کی تعداد سینکڑوں ہوتی اور سب کے لئے دودھ کا انتظام نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے حضرت خود بھی دودھ استعمال نہیں فرماتے تھے۔ اور متعلقین کے اصرار پر فرما دیتے۔ اتنا کہاں ہے۔ جو سب کے لئے دودھ کا بندوبست کیا جائے۔

نیز اس مبارک مہینہ میں ۱۲ بجے رات تک خود تراویح پڑھاتے۔ اُس کے بعد صرف آدھا گھنٹہ آرام فرماتے۔ اور پھر تہجد میں مشغول ہو جاتے۔ نیز دن کا زیادہ حصہ بھی تلاوت قرآن کریم میں صرف ہوتا تھا۔ حضرت ممدوحؒ کی ایک تقریر "حدیث شریف"

رُبّ صایم لیس لہٗ من صومہ
الا الجوع۔

یعنی روزہ میں اکثر لوگوں کے حصہ میں صرف بھوک ہے۔ پر عجیب و غریب دلائل پر مشتمل ہے۔ (باقی)

رپورٹنگ

جناب ظہور احمد

کاروانِ جمہوریت صدر قومی اتحاد مولانا مفتی محمود کی قیادت میں

(بھائی پھیرو) برلب سڑک عوام کا جم غفیر تھا۔ پاکستان قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود، مولانا قاری محمد اجمل صاحب وہاں پہنچے۔ تو عوام نے پرجوش نعروں سے خیر مقدم کیا۔ جلسہ سے قاری محمد اجمل صاحب اور مولانا مفتی محمود نے مختصر طور پر خطاب فرمایا۔ بعد ازاں دیگر راہنمایان قومی اتحاد نواب زادہ نصر اللہ خان صاحب۔ چودہری رحمت الٰہی۔ امیر حمزہ بارک اللہ خاں صاحب جلسہ حال میں پہنچے۔ مولانا مفتی محمود صاحب کی دعا پر جلسہ کا اختتام پذیر ہوا۔

(پتوکی) سے باہر پانچ میل پر قومی اتحاد کے مقامی رہنما استقبال کے لئے کاریں اور موٹر سائیکل وغیرہ لے کر پہنچے اور اپنے راہنماؤں کا خیر مقدم کیا۔ جب یہ قافلہ پتوکی شوگر ملز کے قریب پہنچا تو وہاں ملز کے مزدور سڑک پر کھڑے تھے۔ اور انہوں نے مولانا مفتی محمود کی کار کو روک کر اپنے مطالبات پیش کئے۔ مفتی صاحب ان کے مطالبات سننے کے بعد پتوکی کی طرف روانہ ہو گئے۔ جونہی قافلہ پتوکی پہنچا۔ تو عوام کا پُرجوش جذبہ قابل دید تھا۔ دو رویہ عوام نے اپنے راہنماؤں کا فقید المثال استقبال کیا۔ جلسہ ساڑھے دس بجے شروع ہوا جس میں مولانا مفتی محمود صاحب، نواب زادہ نصر اللہ خاں صاحب۔ چودہری رحمت الٰہی، رانا خداداد صاحب، امیر حمزہ صاحب بارک اللہ خاں صاحب نے خطاب کیا۔ جلسہ ایک بجے اختتام پذیر ہوا - گاؤں کی طرف روانہ ہوا۔ اور وہاں قومی اتحاد کے صوبائی اسمبلی کے امیدوار محمد عارف صاحب کے ہاں دوپہر قیام کیا۔

(چونیاں) ساڑھے پانچ بجے شام چونیاں کے لئے روانہ ہوا۔ جونہی قافلہ چونیاں پہنچا تو لوگوں نے بڑے جذبے سے اپنے قائدین کا والہانہ استقبال کیا۔ اور جامع مسجد اہل حدیث میں گئے جلسہ شروع ہوا۔ جس میں تمام رہنماؤں نے خطاب فرمایا۔ نماز مغرب قائد قومی اتحاد نے پڑھائی۔ اور یہ قافلہ قصور کے لئے روانہ ہو گیا۔

(کھڈیاں) رات کو تقریباً ڈھائی بجے جب یہ قافلہ قصور کے لئے کھڈیاں جا رہا تھا۔ تو کھڈیاں شہر کے کثیر تعداد میں عوام برلب سڑک کھڑے تھے۔ اور یونہی قافلہ اُن کے پاس پہنچا۔ تو انہوں نے پرجوش نعروں سے اپنے قائدین کو خوش آمدید کہا۔ اور اصرار کرنے لگے۔ کہ چند منٹوں کے لئے ہمیں کچھ فرما جائیے۔ ان کے اصرار پر جبکہ یہاں کا پروگرام نہیں تھا۔ حضرت مفتی صاحب اور راہنما اُترے اور قریب ایک ہوٹل میں انتظام تھا۔ وہاں مفتی صاحب نے پندرہ منٹ کے لئے عوام سے خطاب کیا۔ اور اپنا پیغام دے کر دعا کے بعد روانہ ہوئے۔

(قصور) رات ساڑھے نو بجے یہ قافلہ قصور شہر کی حدود میں داخل ہوا۔ اور شہر سے باہر مقامی قومی اتحاد کے راہنما کاروں سکوٹروں وغیرہ پر استقبال کے لئے آئے اور راہنماؤں کو جلوس کی شکل میں شہر قصور اور جلسہ گاہ کی طرف لے گئے۔ رات دس بجے جلسہ شروع ہوا۔ یہاں پر جلسہ چونکہ ایک کھلی جگہ پہ اور چار دیواری میں شروع ہو رہا تھا۔ اور مقامی ڈی سی صاحب نے لاؤڈ سپیکر کی اجازت نہ دی تھی۔ جس پر قومی اتحاد کے قائدین نے فرمایا۔ کہ قانون کا احترام کرتے ہوئے۔ ہم بغیر لاؤڈ سپیکر کے خطاب کریں گے لہٰذا جلسہ بغیر لاؤڈ سپیکر کے ہوا۔ اور جلسہ حال میں عوام کی کثرت کی بنا پر اواز نہ آنے کی وجہ سے عوام بار بار سپیکر کا مطالبہ کرتے رہے بعد ازاں مفتی محمود صاحب کے پاس جمعیت المشائخ کے صدر جناب دیوان قطب الدین صاحب تشریف لائے اور دونوں راہنماؤں نے باہمی امور پر گفتگو کی بعد ازاں یہ دونوں راہنما جلسہ گاہ کی طرف تشریف لے گئے۔ یونہی جلسہ گاہ میں پہنچے تو عوام نے پرجوش نعروں سے خیر مقدم کیا۔ اور جلسہ دیوان قطب الدین صاحب صدر جمعیت المشائخ کی صدارت میں شروع ہوا۔ اور مفتی صاحب وہاں سے طبیعت ناساز ہونے کی بنا پر لاہور روانہ ہو گئے۔ جلسہ میں تمام راہنماؤں نے خطاب فرمایا۔ انیس ۲۹ جون ۷۹ء کو صبح آٹھ بجے نوابزادہ نصر اللہ خاں صاحب، چودہری رحمت الٰہی۔ رانا خداداد خاں صاحب اوکاڑہ کیلئے روانہ ہوئے اوکاڑہ کے عوام نے اپنے قائدین کا پرجوش خیر مقدم کیا۔ نماز جمعہ کے اجتماع سے قائدین نے خطاب کیا۔ اور شام کو ساہیوال روانہ ہو گئے۔

(ساہیوال) اوکاڑہ سے جب یہ قائدین

میاں چنوں پہنچے۔ تو زبردست خیر مقدم کیا گیا اور قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود صاحب رات نو بجے لاہور سے ساہیوال پہنچے جلسہ عیدگاہ میں شروع ہوا۔ اور عوام کا زبردست ہجوم تھا۔ رات ایک بجے تک تقریباً جلسہ جاری رہا۔ اور راہنماؤں نے جلسہ سے خطاب فرمایا

(پاکپتن) ساہیوال سے صبح آٹھ بجے یہ قافلہ پاکپتن کے لئے روانہ ہوا۔ ۳۰ جون ۷۹ء کو پاک پتن میں قائدین کی آمد پر عوام نے والہانہ عقیدت سے خیر مقدم کیا۔ اور دس بجے جلسہ شروع ہوا۔ جس سے قائدین نے خطاب فرمایا۔

(منچن آباد) پاک پتن جلسہ سے فارغ ہونے کے بعد یہ قافلہ ضلع بہاول نگر کے لئے روانہ ہوا۔ قائدین کے استقبال کے لئے مولانا محمد شریف وٹو کی قیادت میں کاروں اور موٹر سائیکل سکوٹروں پر مشتمل کثیر تعداد میں لوگ بہاولنگر سے پچاس میل کے فاصلہ پر آئے ہوئے تھے اور انہوں نے اپنے قائدین کا خیر مقدم کیا۔ اور جلوس کی شکل میں منچن آباد کی طرف روانہ ہوئے۔ منچن آباد پر عوام نے اپنے راہنماؤں کا روایتی جوش و خروش سے استقبال کیا۔ اور نعروں کی گونج میں جلسہ گاہ کی طرف لے گئے۔ ساڑھے پانچ شام جلسہ جامع مسجد میں شروع ہوا۔ قائدین نے جلسہ سے خطاب فرمایا۔ نماز مغرب سے فارغ ہو کر مولانا مفتی محمود صاحب مدرسہ صادقیہ عباسیہ منچن آباد تشریف لے گئے۔ اور وہاں ایک گھنٹہ قیام فرمایا اور طلباء اور عوام کے سوالوں کے جوابات دیئے

بہاولنگر منچن آباد سے جب یہ قافلہ بہاولنگر پہنچا تو شہر سے باہر سے کثیر تعداد میں لوگ استقبال کو تشریف لائے اور جلوس کی شکل میں اپنے قائدین کو ریسٹ ہاؤس تک لے کر گئے۔ بعد ازاں عیدگاہ بہاولنگر میں جلسہ شروع ہوا۔ جلسہ میں عوام کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ اور تمام عیدگاہ عوام سے بھری ہوئی تھی۔ لوگ دور دراز علاقوں سے بسوں ٹرکوں پر اور ٹرالیوں پر سوار ہو کر اپنے قائدین کی تقریر سننے آئے تھے۔ جلسہ سے راہنماؤں نے خطاب فرمایا۔ اور سب سے آخر میں مولانا مفتی محمود صاحب جلسہ حال میں تشریف لائے۔ جونہی قائد قومی اتحاد کی کار جلسہ گاہ میں پہنچی عوام نے پرجوش نعروں سے خیر مقدم کیا۔ اور بھنگڑا ڈالنا شروع کر دیا۔ جیوے جیوے مفتی جیوے۔ کے نعروں کی گونج میں مفتی صاحب نے خطاب فرمایا۔ رات ۱½ بجے تک جلسہ جاری رہا۔

(بہاولنگر) یکم جولائی ۷۹ء کو صبح آٹھ بجے قائدین نے بار و عوام و کلاء سے خطاب کیا

چشتیاں اور نو بجے چشتیاں کے لئے قافلہ روانہ ہوا۔ چشتیاں شہر سے دس میل باہر چک عبداللہ کے مقام پر شہر کے قومی اتحاد کے راہنما اپنے قائدین کے استقبال کے لئے کاروں، ویگنوں، موٹر سائیکلوں، سکوٹروں پر سوار ہو کر پہنچے جونہی قائدین کی کاریں عوام نے دیکھیں۔ تو نعروں سے فضا گونج اٹھی قائدین کو ہار پہناتے ہوئے جلوس سفر کی طرف روانہ ہوا۔ جلوس بازار سے شہر کی عیدگاہ میں پہنچا۔ قائدین نے مدرسہ اشاعت العلوم جامع مسجد میں قیام فرمایا۔ اور جلسہ دس بجے دن شروع ہو گیا جلسہ گاہ جامع مسجد میں اتنی کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی کہ جلسہ گاہ میں تل رکھنے کی جگہ نہیں تھی۔ اور عوام بازاروں میں کھڑے تھے۔ اور دوپہر ۲ بجے تک جلسہ جاری رہا۔ اور گرمی کی شدت کے باوجود عوام بدستور اپنے قائدین کا خطاب سنتے رہے جلسہ سے فارغ ہو کر قائدین مولانا بشیر احمد شاد کی قیام گاہ پر آرام کرنے کے بعد ازاں قافلہ مہار شریف کی طرف روانہ ہوا۔ اور وہاں تمام صاحبزدگان حضرت خواجہ نور محمد میاں کے ہاں جمع تھے۔ اور انہوں نے قائدین قومی اتحاد کا بھرپور خیر مقدم کیا۔ اور اپنے قائدین کے اعزاز میں استقبالیہ دیا۔ بعد ازاں یہ قافلہ حاصلپور کے لئے روانہ ہوا۔

حاصلپور (ضلع بہاولپور) جب یہ قافلہ حاصلپور پہنچا۔ تو شہر سے چار میل باہر عوام کا ٹیکسیوں پر موجود راہنماؤں کے استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے۔ اور استقبال کرتے ہوئے جلوس کی صورت میں شہر میں داخل ہوئے۔ شہر میں سڑکوں پر لوگ دونوں طرف کھڑے ہوئے۔ اپنے راہنماؤں کا خیر مقدم کر رہے تھے۔ جلوس جامع مسجد اور جلسہ شروع ہو گیا۔ اور مغرب تک جلسہ جاری رہا۔ نماز مغرب مفتی صاحب نے پڑھائی اور نماز سے فارغ ہو کر یہ قافلہ ضلع وہاڑی کی طرف روانہ ہوا۔ وہاڑی شہر سے باہر دس میل کے فاصلہ پر کثیر تعداد میں کاریں موٹر سائیکل۔ بسیں عوام سے بھرپور اپنے راہنماؤں کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ اور تقریباً ایک میل لمبا جلوس شہر وہاڑی کی طرف روانہ ہوا۔ پورے شہر کا ایک چکر لگاتے ہوئے جلوس امیر جمعیت علما اسلام وہاڑی ڈاکٹر عبدالرشید صاحب کی قیام گاہ پر اختتام پذیر ہوا۔ نماز عشاء کے بعد رات دس بجے جامع مسجد میں باغ والی میں جلسہ شروع ہوا۔ اور رات ایک بجے تک جلسہ جاری رہا۔ جلسہ سے ایم حمزہ۔ چودھری رحمت الہٰی اور مولانا مفتی محمود نے خطاب فرمایا۔

۲ جولائی ۷۹ء کو صبح آٹھ بجے یہ قافلہ بورے والا کی طرف روانہ ہوا۔ تو بورے والا کے قومی اتحاد کے راہنماؤں نے اپنے قائدین کا استقبال شہر سے باہر چار میل دور ظہیر نگر موٹر سائیکلوں پر آ کر کیا اور جلوس کی شکل میں شہر لے گئے۔ بورے والا آ کر دو قافلے بن گئے۔ ایک قافلہ عارف والا نوابزادہ نصر اللہ خان صاحب کی قیادت میں چلا گیا۔ اور دوسرا قافلہ مولانا مفتی محمود صاحب کی قیادت میں بورے والا رہا۔ مولانا مفتی محمود صاحب نے جلوس کی شکل میں سب سے پہلے غلہ منڈی افتخار شہید کی قبر پر فاتحہ خوانی کی۔ بعد ازاں مقامی قومی اتحاد کے صدر

کی وفات پر ان کے گھر مفتی صاحب تعزیت کے لئے گئے۔ اور وہاں سے جلوس کی صورت میں جامع مسجد میں پہنچے۔ یہاں جلسہ شروع تھا۔ یہاں جلسہ دس بارہ بجے تک جاری رہا

چیچہ وطنی جلسے سے فوراً بعد یہ قافلہ چیچہ وطنی کی طرف روانہ ہوا۔ اور چیچہ وطنی سے قومی اتحاد کے راہنما اپنے قائدین کو لینے کے لئے بورے والا صوفی نذیر احمد اور میاں منیر احمد صاحب کی قیادت میں پہنچے ہوئے تھے۔ چیچہ وطنی سے چار میل کے فاصلہ پر جب قافلہ پہنچا۔ تو نوجوان سکوٹروں اور موٹر سائیکلوں پر اپنے قائدین کا انتظار کر رہے تھے۔ اور ایک جلوس کی صورت میں اسیر ریاض الدین صاحب کے کولڈ سٹور تک لے گئے۔ وہاں مفتی صاحب نے دوپہر کا قیام کیا۔

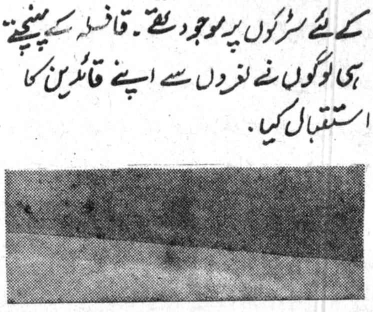
عارف والہ نواب زادہ نصر اللہ خان صاحب اور مولانا مفتی محمود صاحب پانچ منٹ تک عوام کے ساتھ کھڑے ہو کر گفتگو کرتے رہے۔ اور پھر یہ قافلہ ٹوبہ کی طرف چل پڑا۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ شہر سے کچھ فاصلہ پر چوہدری محمد یعقوب صاحب کی قیادت میں نوجوان اور مقامی قومی اتحاد کے راہنما کاروں اور موٹر سائیکلوں اور سکوٹروں پر اپنے راہنماؤں کے استقبال کے لئے آئے ہوئے۔ اور جلوس کی شکل میں بازاروں ہوتے ہوئے۔ یہ قافلہ جامع مسجد میں پہنچا ایک بجے تک جلسہ جاری رہا۔ اور عوام کی تعداد میں گرمی کی شدت کے باوجود اپنے قائدین کا خطاب سنتے رہے۔ بعد نماز عصر مولانا مفتی محمود صاحب جمعیت کے ایک سینئر وکیل کے ہاں گئے جنہوں نے مفتی صاحب کو عصرانہ دیا۔ اور وہاں سے مدرسہ ربانیہ کے لئے مفتی صاحب تشریف لے گئے۔ مدرسہ میں مفتی صاحب نے طلباء اور علاقہ کے عوام سے خطاب کیا۔ نماز مغرب کے بعد یہ قافلہ جھنگ کے روانہ ہو گیا۔

(گوجرہ) جب یہ قافلہ گوجرہ پہنچا۔ تو شہر سے چار میل کے فاصلہ پر لوگ کاروں موٹر سائیکلوں۔ سکوٹروں پر اپنے قائدین کا استقبال کرنے آئے ہوئے تھے۔ اور جلوس کی صورت میں شہر کے بازاروں سے گزرا۔ اور جگہ جگہ لوگوں نے گل پاشی کی۔ اور جلوس سیدھا جلسہ گاہ پر پہنچا: گرمی کی شدت کے باوجود بہت بڑا جلسہ تھا اور دن کے ایک بجے تک جلسہ جاری رہا دوپہر کے قیام کے بعد ساڑھے پانچ بجے شام یہ قافلہ سمندری کے لئے روانہ ہوا

(سمندری) ساڑھے بجے یہ قافلہ سمندری پہنچا۔ لوگوں نے بھرپور طریقے سے راہنماؤں کو خوش آمدید کہا۔ اور بعد عصر مسجد اہلحدیث میں جلسہ شروع ہوا۔ بعد نماز مغرب مفتی صاحب نے جلسے سے خطاب کیا اور جلسہ اختتام پذیر ہوا بعد ازاں رہنما لاہور کے لئے روانہ ہو گئے

(کمالیہ) جب یہ قافلہ کمالیہ پہنچا جھگڑ موڑ پر نوجوان اپنے راہنماؤں کے استقبال کے لئے موٹر سائیکلوں اور سکوٹروں پر سوار کھڑے تھے۔ اپنے راہنماؤں کا استقبال کرتے ہوئے حبیب اللہ سعدی کے قیام گاہ پر پہنچے۔ بعد نماز عشاء مسجد فاروقیہ میں جلسہ شروع ہوا۔ عوام کا زبردست ہجوم تھا۔ رات ایک بجے تک جلسہ جاری رہا۔ اور مفتی صاحب نے مدرسہ کے مولانا محمد اختر صاحب صدیقی کے ہاں قیام فرمایا۔

۳ جولائی ۱۹۷۷ء صبح آٹھ بجے یہ قافلہ کمالیہ سے ٹوبہ ٹیک سنگھ روانہ ہوا۔ یونہی یہ قافلہ بڑے چوک میں پہنچا۔ تو ہزاروں کی تعداد میں دیہاتی لوگ اپنے راہنماؤں کو دیکھنے کے لئے سڑکوں پر موجود تھے۔ قافلہ کے پہنچتے ہی لوگوں نے نعروں سے اپنے قائدین کا استقبال کیا۔



بقیہ مفتی صاحب کا دورہ

مقصود نہیں ہے۔ بلکہ وہ پاکستان و ایران کے رستے خلیج فارس تک جانا چاہتا ہے اور وہ اپنے کرایہ کے ایجنٹوں کے ذریعہ پاکستان میں اختلافات پیدا کر رہا ہے مفتی صاحب نے فرمایا۔ کہ میں یہاں پر کوئی دیوبندی بریلوی اختلافات کے سلسلہ میں حاضر نہیں ہوا۔ بلکہ اتحاد و مساوات کا ہاتھ بڑھانے آیا ہوں۔ ہماری طرف جو آئے گا ہم اس کا خیر مقدم کریں گے۔

مفتی صاحب نے فرمایا۔ کہ ہم پر اعتراض ہے۔ ہم نے حکومت میں شمولیت کیوں کی۔ اس لئے کہ نمائندہ جمہوریت کے قیام اور اسلامی نظام کے نفاذ" کے لئے بنائی گئی تھی۔ اور جب بارہ ربیع الاول کو ان اقدامات کا اعلان ہو گیا۔ تو میں نے ایک اجلاس میں فوراً اعلان کیا کہ اتحاد کو اب حکومت میں رہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ اگر ہم شامل نہ ہوتے تو یہ کام نہ ہوتا اسلامی نظام کی تکمیل میں اگر رکاوٹ ہے۔ تو اس کی ذمہ داری ہم پر نہیں ہے۔

مکتوب تحصیل پنڈدادنخان — راؤ منور احمد خان

تحصیل پنڈدادنخان میں جماعتی کام کی رفتار تسلی بخش ہے

رکن سازی مہم کے دوران بڑی تعداد میں عوام کی جمعیۃ میں شمولیت

تحصیل پنڈدادنخان ضلع جہلم کی ایک پسماندہ تحصیل ہے جہاں مسائل کا ہجوم ہے لیکن سب سے اہم مسئلہ یہاں پینے کے پانی کا ہے یہاں کے باشندے پینے کے پانی کی قلت سے سخت دوچار ہیں حکومت نے اس سلسلہ میں متعدد بار منصوبے بنائے خصوصاً سابق وزیر بلدیات خان [illegible] ناجکزئی نے اپنے دور وزارت میں اس مسئلہ کی طرف خصوصی توجہ دی اور یہاں کے عوام کو اس پریشانی سے نکالنے کی بھرپور کوشش کی لیکن نوکرشاہی نے آج تک اس مسئلہ کو کھٹائی میں ڈالا ہوا ہے بیورو کریسی جو اس وقت پورے ملک پر حکومت کر رہی ہے اور ہر محکمہ میں جس نے اندھیر مچایا ہوا ہے اور پورے ملک کو یہ بیوروکریسی گھن کی طرح کھائے جا رہی ہے یہاں بھی ان ہی کی مہربانی سے اس مسئلہ کو حل نہیں کیا جا رہا عوام کے شدید مطالبہ کے پیش نظر جب حکومت اس طرف تھوڑی سی توجہ دیتی ہے اور اس سلسلہ میں کوئی منصوبہ بنتا ہے تو یہ مل ملا کر اس رقم کو ہضم کر جاتے ہیں راقم الحروف گذشتہ دنوں جب ضلع جہلم کے پروگرام پر گیا تو جماعتی کام کی رفتار کے بارے میں کچھ لکھنا چاہا تو تحصیل پنڈدادنخان ہی ایک ایسی تحصیل سامنے آئی جہاں جماعتی کام تسلی بخش طریقہ سے جاری ہے۔ جہلم سٹی میں ہمارے جمعیۃ کے پاس بہت سے مخلص ساتھی ہیں خصوصاً بابو عبدالخالق۔ محمد انور ریاست۔ حکیم عبداللطیف قریشی۔ اعجاز احمد صاحب صوفی فضل احمد، حاجی عبدالرشید، مولوی محمد شفیع۔ دینہ سے چوہدری فضل الٰہی تاج پوری، قاری صاحب۔ بھکر سے مفتی عبدالرشید کالا گوجراں سے ماسٹر صاحب، چکوال سے مولانا عبدالرحمٰن قاسمی اس طرح اور بہت سے محنتی ساتھی ہیں۔ لیکن جماعت کو آج تک یہاں منظم نہیں کیا جاسکا اور نہ ہی اس طرف کوئی توجہ دی جا رہی ہے باقی جہاں تک تحصیل پنڈدادنخان کا تعلق ہے علاقہ کی سطح تک کام اچھا ہو رہا ہے اور مزید تیز کرنے کی کوششیں جاری ہیں تحصیل پنڈدادنخان کے مولانا محمد اکرم صاحب اور قاری قیام الدین صاحب ممتاز سیاسی وسماجی شخصیت ہیں۔ مولانا محمد اکرم صاحب ۱۹۷۷ء مارچ میں قومی اتحاد کی طرف سے قومی اسمبلی کے امید وار تھے اور گورنر نواب صادق حسین قریشی کی جائزہ رپورٹ کے مطابق مولانا کامیاب تھے ہر تحریک میں عوامی قیادت ان ہی کے پاس ہوتی ہے۔ رکن سازی مہم کے سلسلہ میں کافی تعداد میں کھیوڑہ سے نئے لوگ جمعیۃ میں شامل ہوئے ہیں خصوصاً قاضی محمد بشیر، ملک غلام حسین ملک غلام شبیر ایڈووکیٹ اپنے ساتھیوں سمیت جمعیۃ میں شامل ہوئے۔ یہاں سے قاری دین محمد حافظ محمد اشرف، محمد صفدر ٹیلر ماسٹر تحریک میں گرفتاریاں پیش کیں تھیں۔ پنڈدادنخان سے قاری قیام الدین صاحب جمعیۃ کے مخلص اور محنتی راہنما ہیں درس وتدریس کے سلسلہ سے فارغ ہوتے ہی وہ جماعتی کام میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ یہاں جمعیۃ کو منظم کرنے کا سہرا ان کے اور ان کے رفقاء کار کے سر ہے۔ ان کے رفقاء کار منشی محمد حسین، عطاء محمد اعوان مجبور الٰہی، حافظ عبدالواحد، محمد یامین، --- محمد دین، حبیب اللہ مدنی، خورشید احمد۔۔۔ محمد یاسین، صوفی محمد بشیر، محمد یاسین ارشد ہر تحریک میں پیش پیش ہوتے ہیں جماعتی پروگرام پھیلانے میں کافی دلچسپی سے کام کرتے ہیں۔ یہاں کوئی بھی تحریک شروع ہو اس کی قیادت جمعیۃ کے پاس ہوتی ہے جمعیۃ ہی صرف یہاں کی ایک ایسی جماعت ہے جو عرصہ سے کام کر رہی ہے اور جس نے تحریک نظام مصطفےٰ میں مثالی کردار ادا کیا ہے قاری قیام الدین صاحب پر مختلف مقدمات بنائے گئے اور بالآخر ان کو جیل میں ڈال دیا گیا باقی جماعتی ساتھیوں پر یہاں زبردست تشدد کیا گیا لیکن یہ اپنے مقصد سے نہ ہٹ سکے جمعیۃ کے علاوہ باقی تمام جماعتیں یہاں ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کے بعد کی پیداوار ہیں لیکن جمعیۃ کی پوزیشن اب بھی تمام جماعتوں سے نمایاں ہے۔

رکن سازی کے سلسلہ میں یہاں کافی کام ہوا ہے پورے ضلع میں سب سے زیادہ رکن سازی اسی تحصیل میں ہوئی ہے قاری قیام الدین صاحب جو کہ مقامی جمعیۃ کے صدر بھی ہیں اس وقت جماعتی پروگرام دیہات تک پھیلا رہے ہیں اور اس مرتبہ دیہات میں بھی رکن سازی ہوئی ہے خصوصاً للہ شریف سے چوہدری عمر حیات صدر جمعیۃ چوہدری غلام حسین۔ قاضی خلیل الرحمٰن گلدوال سے حاجی غلام علی صوفی محمد بشیر ان حضرات نے اپنے اپنے مقام پر کافی سرگرمی سے کام کیا ہے۔

تحریک خدام اہل سنت چکوال۔

مسلکی اعتبار سے جو کام ضلع جہلم کی سطح پر قاضی مظہر حسین صاحب چکوال نے کیا ہے اس کا مختصر تذکرہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ تحریک خدام اہلسنت والجماعت کے امیر مولانا قاضی مظہر حسین صاحب اپنے مسلک کے تحفظ اور بقاء کی خاطر پوری سرگرمی کے ساتھ تحریک جاری رکھے ہوئے ہیں اور تحریک کا پیغام ایک ایک دیہات اور قصبہ تک بڑی محنت سے پہنچایا جا رہا ہے۔ اور جماعت کو بڑے اچھے طریقے سے منظم کیا گیا ہے خاص کر پبلسٹی کا شعبہ بڑی حد تک اپنے مقصد میں کامیاب ہے اگر اسی طریقے

شہر شہر سے

ترتیب قمر ہاشمی

مساجد میں فتنہ برپا کرنے والوں کا محاسبہ کیا جائے

جمعیتہ علماء اسلام پاکستان کے مرکزی ناظم مولانا محمد اجمل خان اور جمعیت پنجاب کے امیر مولانا عبیداللہ انور نے ایک مشترکہ بیان میں دینی ذہن رکھنے والی سیاسی پارٹیوں کی باہمی محاذ آرائی پر سخت تشویش کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ ۱۹۷۷ء کی عظیم تحریک منطقی انجام تک پہونچنے سے قبل ہی یہ صورت حال پیدا کر کے ان شہداء کے خون سے بے وفائی کی گئی ہے جنہوں نے دین اسلام کی سربلندی کے لئے ہنستے کھیلتے اپنی جانیں قربان کر دی تھیں مشترکہ بیان میں کہا گیا ہے کہ باہمی چپقلش اور انتشار نے ہیجان انگیز صورت اختیار کی ہے اور فرقہ واریت کے عفریت نے اپنے مسموم اثرات چاروں طرف پھیلا دیئے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ملک کے مختلف حصوں میں بالعموم اور لاہور میں بالخصوص مساجد پر قبضہ کی ناپاک مہم اپنے عروج پر ہے اور مساجد جو اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی اور قومی و اجتماعی کاموں کا مرکز تھیں فتنہ و فساد اور بدعات کی آماجگاہ بن چکی ہیں انہوں نے کہا کہ جو مساجد محکمہ اوقاف کے قبضہ میں ہیں وہ زیادہ المناک صورت حال کا شکار ہیں اور محکمہ ہے کہ اسے کوئی خبر نہیں جب کہ مساجد کی لاکھوں روپے کی آمدنی اکٹھا کرنے میں محکمہ کی چابکدستی ایک مثال ہے مشترکہ بیان میں محکمہ اوقاف کے ساتھ ساتھ انتظامیہ کے رویّہ پر اظہار افسوس کیا گیا ہے کہ انتظامیہ کے بعض عناصر شر پسند اور بے دین عناصر کی کھلم کھلا سرپرستی کر رہے ہیں اور ایسے لوگ مساجد میں ہنگامہ کرا رہے ہیں جنہوں نے زندگی میں کبھی خدا کے حضور سجدہ نہیں کیا لیکن وہ انتظامیہ کے کل پرزوں کے سہارے مساجد میں جا گھستے ہیں۔

مشترکہ بیان میں سیاسی جماعتوں سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ اپنی اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کر کے صورت حال کو بہتر بنانے کی سعی کریں اور مساجد میں فتنہ برپا کرنے والوں کا محاسبہ کیا جائے انہوں نے حکومت سے بھی اپیل کی ہے کہ وہ ملک میں مساجد کے سلسلہ میں ایک آرڈی نینس جاری کریں کہ جس جس مسلک کے لوگوں کے پاس جو مساجد ہیں وہ انہی کے پاس رہیں اور دوسرے مسلک کے لوگوں کو مساجد پر ناجائز قبضوں سے روکا جائے تاکہ ملک میں امن و امان کا مسئلہ پیدا نہ ہو سکے۔

شکر گڑھ

جمعیتہ علماء اسلام کے مقامی راہنما مولانا عبدالرحیم، مولانا عبداللہ تنظیم القاسم کے جنرل سکیرٹری شیخ محمد شاہد۔ طالب عالم راہنما محمد افضل، محمد اعظم خان، وسیم احمد حافظ سیف اللہ حافظ عبیداللہ نے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ ملک کی تمام سیاسی جماعتیں جو اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے کام کر رہی ہیں ان کو چاہیئے وہ ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر لادینی طاقتوں کے خلاف ایک منظم جدوجہد کا آغاز کریں انہوں نے کہا کہ اس وقت ملک کی سرحدوں پر خطرات کے بادل امڈ رہے ہیں لیکن ملک کی بعض نام نہاد اسلام کا نام لیوا جماعتیں اس ملک میں مذہبی منافرت کو فروغ دے رہی ہیں اور ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت قومی اتحاد کو بدنام کیا جا رہا ہے انہوں نے جنرل ضیاالحق سے اپیل کی کہ انتخابات تک کسی دوسرے کام میں الجھنے کی بجائے عوام کے مسائل کی طرف توجہ دیں انہوں نے بجٹ پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ حالیہ بجٹ نوکر شاہی کا بجٹ ہے جس نے ایسا فضول بجٹ پیش کر کے عوام اور حکومت کے خلاف ایک سازش کی ہے انہوں نے کہا اس بجٹ کو فوری واپس لیا جائے اور اس کے ذمہ دار افسران کو فوری طور پر ان کے عہدوں سے برطرف کیا جائے۔

قصبہ گوندل رڈیال

(۹ر جنوری نامہ نگار) گذشتہ دنوں قصبہ گوندل رڈیال ضلع سیالکوٹ میں قاری ... محمد رمضان صاحب کی دعوت پر جمعیتہ علماء اسلام کے کارکنوں کا ایک انتخابی اجلاس منعقد ہوا جس میں متفقہ طور پر درج ذیل عہدیداروں کا چناؤ عمل میں آیا۔

سرپرست :۔ چوہدری مہربان علی خان
صدر :۔ چوہدری غلام صابر علی خان
نائب صدر :۔ چوہدری عبدالحق صاحب
جنرل سکیرٹری :۔ قاری محمد الیاس ״
جائنٹ سکیرٹری :۔ چوہدری عبدالسلام
سکیرٹری اطلاعات :۔ قاری محمد رمضان

خزانچی: - - - چوہدری عبد الخلیل صاحب

سیالکوٹ

(نامہ نگار) جمعیۃ علماء اسلام سیالکوٹ کے راہنما پیر بشیر احمد۔ قاری محمد انذر قاسمی خواجہ عبد الرحمٰن ڈار، قاری محمد رمضان، عبد الغفار خان، مولوی فقیر محمد نے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ وزیر خزانہ غلام اسحاق خان نے بجٹ پیش کر کے عوام اور حکومت کے خلاف ایک سازش کی ہے انہوں نے کہا کہ نوکر شاہی ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت عوام میں بے چینی پیدا کر کے حکومت کے خلاف ایک محاذ قائم کرنا چاہتی ہے انہوں نے کہا کہ اس بجٹ کو پوری قوم نے مسترد کر دیا ہے لہذا اسے فوری واپس لیا جائے اور جنہوں نے یہ بجٹ پیش کیا ہے ان کو نااہل قرار دے کر ان کو عہدوں سے علیحدہ کیا جائے۔

دعائے مغفرت

گذشتہ دنوں خانیوال کے حکیم حافظ عبد الوحید صاحب بقضائے الٰہی انتقال کر گئے مرحوم حضرت درخواستی مدظلہٗ کے خاص متوسلین میں سے تھے حضرت بھی حکیم صاحب سے خصوصی محبت سے پیش آتے۔

قارئین ترجمان اسلام سے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے آمین۔

وفاق المدارس

مفتی محمد انور شاہ صاحب ناظم وفاق المدارس کی اطلاع کے مطابق سندھ کے ۱۲۷ نئے مدارس نے وفاق المدارس پاکستان میں شمولیت کی ہے۔

پنڈی سرہال کے مسائل

قصبہ پنڈی سرہال ضلع اٹک سے ۳۰ میل کے فاصلے پر مغرب کی جانب واقع ہے قصبہ کو مرکزی اہمیت حاصل ہے۔ یہاں کی آبادی تقریباً پندرہ ہزار افراد پر مشتمل ہے لوگوں کا پیشہ کاشتکاری ہے۔ تمام علاقہ ریتلہ ہے۔ قصبہ میں ایک پرائمری سکول۔ گرلز پرائمری سکول ڈاکخانہ۔ ریلوے اسٹیشن موجود ہیں۔ ڈھوک شہباز اڈہ لنک روڈ پنڈ سرہال کی سڑک کو پختہ کرنے کا کام مکمل ہو چکا ہے اس لنک روڈ کے پختہ ہونے پر عوام کو سہولت ہو جائے گی اس کثیر آبادی کے قصبہ کو دو میل کے بعد مرکزی حیثیت حاصل ہے اور اس لنک روڈ کے پختہ ہو جانے سے اور اس کی اہمیت بڑھ جائے گی، یہ قصبہ ریلوے اسٹیشن سے بھی قریب تر واقع ہے بظاہر آمد و رفت کی سہولت کے باوجود یہ قدامت کا نقشہ پیش کر رہا ہے، یہاں جدید دور کی آسائش اور اکثر سہولتوں کا فقدان ہے۔ مثلاً اس کثیر آبادی میں مڈل سکول کا نہ ہونا۔ پرائمری کے بعد اکثر لڑکے دو میل بالسال تعلیم کے حصول کے لئے آتے جاتے ہیں۔ یہاں پر ہسپتال بھی موجود نہیں ہے، اس کثیر آبادی میں شفاخانہ حیوانات کا نہ ہونا اموات حیوانات میں اضافہ کا باعث ہے۔ (۱) پنڈی سرہال کے عوام کا مطالبہ ہے۔ کہ پرائمری سکول کو مڈل کا درجہ دیا جائے: اور اسکول کو از سر نو تعمیر کرایا جائے: عوام کا مطالبہ بہت دیرینہ ہے لیکن اس پر عمل ابھی تک نہیں ہوا: مڈل سکول نہ ہونے کی وجہ سے لڑکے تقریباً چار میل دور پیدل آتے جاتے ہیں: موسم گرما میں یہ سفر بچوں کے لئے انتہائی تکلیف دہ ہوتا ہے متعلقہ حکام اس مسئلہ کو فوراً حل کرائیں۔

۲۔ پنڈی سرہال کے عوام کا مطالبہ ہے کہ ہسپتال کا اس قصبہ میں نہ ہونا عوام کے لئے دن بدن پریشانی کا باعث ہے، بیمار کو علاج کے لئے یہاں سے چارپائی پر اٹھا کر چار میل دولہ دویل یا پھر اٹک شہر میں لے جانا پڑتا ہے، جب کوئی ہسپتال میں جاتا ہے تو وہاں پر صرف علاج ندارد ہر صاحب عقل جانتا ہے کہ اتنی دیر سے طبی امداد ملنے کی وجہ سے بیمار کی صحت پر کتنا برا اثر پڑ سکتا ہے اور پھر قصبے کی کثیر آبادی غریب عوام پر مشتمل ہے۔ لہذا متعلقہ حکام سے درخواست ہے کہ اس اہم مسئلے کی طرف جلد از جلد توجہ دی جائے اور ڈسپنسری کی منظوری دی جائے۔

۳۔ عوام کا مطالبہ ہے کہ قصبہ مذکورہ میں شفاخانہ حیوانات نہ ہونے سے مویشی بیمار ہو کر مر جاتے ہیں جس سے غریب عوام کا بہت نقصان ہوتا ہے کہ یہاں کے عوام کی گزر اوقات زراعت اور مویشی کے پالنے پر ہے غریب پروری کی بنیاد پر متعلقہ حکام سے اپیل ہے کہ شفاخانہ حیوانات کے کھولنے کا جلد از جلد انتظام کیا جائے۔

تاریخ انتخاب برائے ضلع وہاڑی

جمعیۃ علماء اسلام ضلع وھاڑی کے آئندہ سہ سالہ مدت کے انتخابات مورخہ ۲۳ جولائی بروز سوموار صبح دس بجے جامع مسجد باغ والی زیر نگرانی ناظمین انتخاب سید خورشید عباس گردیزی مقبول حسین شاہ ایڈووکیٹ ہوں گے۔ تمام اراکین مجلس سے التماس ہے کہ دعوت نامہ سمجھیں اور اجلاس میں شرکت فرمائیں

حافظ شبیر احمد نائب ناظم اول جمعیۃ علماء اسلام ضلع وھاڑی۔

نواگڑھ تحصیل لودھراں

امیر: - - - ممتاز علی صاحب

نائب امیر: - - - ملک محمد صاحب

ناظم عمومی: - - - حافظ چراغ دین

ناظم: - - - حکیم عبد العزیز صاحب

خازن: - - - حاجی محمود صاحب

سالار: - - - ملک خورشید خان صاحب

انتخاب جمعیۃ علماء اسلام ضلع رحیم یار خان

امیر: - - - مولانا غلام ربانی صاحب

نائب امیر: مولانا حاجی مطیع الرحمن۔ درخواستی۔۔۔۔۔۔۔

نائب امیر: مولانا ریاض احمد دین پوری

ناظم اعلیٰ: مولانا غلام مصطفیٰ چوہدری

نائب ناظم: جناب مولانا قاری حماد اللہ شفیق۔۔۔۔۔۔

نائب ناظم: جناب خالد ظفر ایڈووکیٹ

ناظم نشر و اشاعت: مولانا محمد بشیر اختر الہ آبادی۔۔۔۔۔۔

خازن: حاجی سراج دین صاحب

سالار اعلیٰ: قاضی عبدالحمید صاحب

نائب سالار: مولوی عبدالحمید خان ڈاہر

تحصیل نوشہرہ فیروز کا انتخاب

آج مورخہ یکم جولائی حضرت مولانا قائم الدین صاحب جنرل سیکرٹری نوشہرہ فیروز میں تشریف لائے نوشہرہ فیروز میں زیر صدارت مولانا نور محمد کبیر پوری صاحب کے اجلاس ہوا کاروائی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی ان دونوں رہنماؤں کی سربراہی میں تعلقہ نوشہرہ فیروز کا انتخاب عمل میں آیا

سرپرست: مولانا نور محمد کبیر پوری صاحب

امیر: مولانا قاری محمد حسین

نائب امیر اول: حاجی بشیر احمد صاحب

نائب امیر دوئم: مولانا گل محمد صاحب

جنرل سیکرٹری: حافظ مسعود احمد

جوائنٹ سیکرٹری: مولانا نظام الدین

جوائنٹ سیکرٹری دوئم: عبدالستار صدیقی

ناظم نشر و اشاعت: حافظ عبدالغفور

خزانچی: مولانا محمد حسین مونجو صاحب

سالار: حافظ عبدالقادر صاحب

قائد [illegible] منتخب ہوئے۔

۱۔ ایک قرارداد پاس کی گئی۔ پاکستان قومی اتحاد کے صدر حضرت مولانا مفتی محمود صاحب پر قاتلانہ حملہ کے واقعہ پر سخت غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے قاتلانہ مجرموں کے خلاف سخت کاروائی کا مطالبہ کیا۔

۲۔ ٹاؤن کمیٹیوں کا احتساب کیا جائے ۳۔ پڈعیدن اسٹیشن پر تیزگام، عوام ایکسپریس تیزرو، خیبر میل کے اسٹاف بحال کئے جائیں ۴۔ چوتھی قرارداد پڈعیدن میں نیا شیڈول منسوخ کیا جائے ۵۔ چینی کی قلت دور کی جائے اس کی بلیک کو بند کیا جائے۔

رستم (ضلع شکارپور)

آج حضرت مولانا محمد عالم بھوڑ صاحب جرار بھوڑ والے مولوی دین محمد قریشی کی دعوت پر مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن محمدیہ رستم ضلع شکارپور میں آئے جن کے ہمراہ حضرت مولانا عبدالقادر ڈہر از مدرسہ سومرانی تشریف بھی تھے۔

مدرسہ و مسجد کھچا کھچ بھری ہوئی تھی بعد نماز عشاء مفصل خطاب کا آغاز کیا مولانا نے علماء کرام کی دینی خدمات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ان دینی مدارس سے جو دین کے اڈے ہیں ہر سال کافی تعداد میں علماء اور حفاظ فارغ تحصیل ہو کر دین کی خدمت کرتے ہیں لوگوں کی کامیابی امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری میں ہے

حیدرآباد

جمیعت علماء اسلام تلک چاڑی گھسائیں لائین اور اکبر لائین کا ایک انتخابی اجلاس مولانا عبدالمتین صاحب کی صدارت میں ہوا۔

حافظ محمد طاہر نے اس موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے جمعیت کے اغراض و مقاصد بیان کئے اور نوجوانوں پر زور دیا کہ وہ قومی اتحاد اور ملک کی سلامتی اور تحفظ کے لئے اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے [illegible] لئے اپنے اندر نظم و ضبط صبر و استقلال تحمل و بردباری پیدا کریں حافظ محمد طاہر کی تقریر کے بعد درج ذیل انتخاب عمل میں آیا۔

سرپرست: قاری عبدالرشید۔ صدر حاجی عبدالستار۔ نائب صدر اول۔ عبدالغفور قریشی۔ نائب صدر دوئم۔ کمال الدین ارائیں جنرل سیکرٹری۔ محمد اعجاز۔ جوائنٹ سیکرٹری اول۔ نور محمد راجپوت۔ سیکرٹری دوم۔ نصر الدین ارائیں۔ سیکرٹری اطلاعات محمود علی خزانچی۔ عمر الدین راجپوت۔ سالار۔ عبدالصمد آزاد۔ اس اجلاس کے آخر میں تمام حضرات نے عہد کیا کہ وہ ملک کی سلامتی اور اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ کے لئے قائد قومی اتحاد حضرت مولانا مفتی محمود کی ہر آواز پر لبیک کہتے ہوئے جانی و مالی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

حملے کی مذمت

جمعیتہ علماء اسلام پاکستان کراچی ڈویژن کے امیر مولانا نور الہدیٰ ناظم عمومی مولانا عبدالرزاق عزیزی نائب امیر مولانا خان محمد، مفتی محمد قمر فیندی ناظم اطلاعات محمد فاروق قریشی ناظم محبوب الرحمان اور دیگر اراکین عاملہ نے حضرت مولانا مفتی محمود پر گذشتہ روز کھڈیاں میں قاتلانہ حملہ کی مذمت کرتے ہوئے حکومت سے شدید احتجاج کیا ہے۔ جمعیتہ کے راہنماؤں نے کہا کہ حضرت مولانا محمود کو حالات اور وقت نے جس مقام پر فائز کیا ہے اس سے ملک دشمن عناصر سخت مضطرب ہیں آج پاکستان کی سلامتی کا دوسرا عنوان مفتی محمود ہے تمام ملک دشمن عناصر ان کے وجود سے لرزاں براندام ہیں اس لئے حکومت وقت ان [illegible] کے تحفظ کی ذمہ دار ہے اگر خدانخواستہ ملک دشمن عناصر اپنے مقاصد مذمومہ میں کامیاب ہو گئے اور حضرت مفتی صاحب کو کوئی بھی نقصان پہنچا تو اس کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی اور اس کے رد عمل کے طور پر ملک میں ناگفتنی صورت حال پیدا ہوجائے

گی جمعیتہ علماء اسلام پاکستان کے کارکن اپنے قائد پر اپنی جانیں قربان نذر کرنا عین سعادت سمجھتے ہیں لہذا اس قسم کے واقعہ کو اگر پھر دہرا گیا تو مخالفین کا حشر عبرت ناک ہوگا۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ اس واقعہ میں ملوث افراد کو فوری گرفتار کرکے عبرتناک سزا دے

سانحہ ارتحال

صدر مجلس احرار السلام رفیق غلام ربانی تلہ گنگ کی والدہ محترمہ اور محمد فیض الحسن فیضی ایڈووکیٹ جنرل سیکرٹری جمعیتہ علماء اسلام کی دادی اماں گذشتہ جمعتہ المبارک کو انتقال فرماگئیں (انا للہ وانا الیہ راجعون) احباب جماعت مجلس احرار اسلام اور جمعیت علماء اسلام سے دعا کی درخواست ہے ایک چھوٹی بچی میمونہ بھی وفات پاگئی مولائے کریم پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو جنت الفردوس نصیب کرے۔

انتخاب حیدرآباد

حیدرآباد گذشتہ روز جمعیتہ علماء اسلام کا انتخابی اجلاس ہوا جس کی صدارت شیخ الحدیث جناب مولانا عبدالرؤف صاحب نے کی انتخابات کے نگران صوبائی کنونیر جناب حاجی کرامت اللہ صاحب تھے۔

عہدوں کی ترتیب اس طرح ہے۔

1. امیر اعلیٰ: ..... مولانا عبدالحق صاحب
2. نائب امیر اول: ... مولانا شمس الدین صاحب
3. نائب امیر دوئم: ... مولانا شبیر علی صاحب
4. ناظم اعلیٰ: ..... مولانا عبدالقہار صاحب
5. ناظم اول: ..... مولانا عبدالشکور صاحب
6. ناظم دوئم: ..... حافظ محمد طاہر صاحب
7. ناظم نشر و اشاعت: جناب ساؤ خان صاحب
8. خازن: ..... مولانا شبیر صاحب
9. سالار: ..... محمد عسلی صاحب

جلسہ میں حاضرین نے چند قراردادیں بھاری اکثریت سے منظور کیں۔ گڈانی باڑہ کے متاثرین کے لئے فوری امداد۔ بجٹ کو اجلاس نے نہایت ظالمانہ قرار دیا۔

اجلاس

جمعیتہ علماء اسلام شارخ گوٹھ دوست محمد کا اجلاس زیر صدارت حاجی حبیب اللہ کھوسو منعقد ہوا۔ تلاوت جناب مولوی عبدالواحد صاحب نے فرمائی شارخ کے ناظم اعلیٰ عبدالغفار کھوسو نے مختصر خطاب میں موجودہ صورت حال پر سخت افسوس کا اظہار کیا بعد میں حافظ جان محمد صاحب کھوسو سالار اعلیٰ صوبہ سندھ نے اپنے طویل خطاب میں مفتی صاحب کو خراج تحسین پیش کیا اور جمعیتہ کو منظم بنانے پر زور دیا آخر انہوں نے جمعیت کے ہر کارکن کو خبردار کیا کہ وہ ہر وقت جہاد کے لئے تیار رہیں آخر میں مسٹر عبدالجبار صاحب نے اظہار خیال کیا۔ بعد میں متفقہ طور پر ایک قرارداد منظور کی گئی

قرارداد

یہ اجلاس موجودہ حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ جب اس وقت پاکستان کے اندر روزانہ اشیاء روزمرہ کے ساتھ ساتھ سب چیزوں کی قیمتیں بڑھی ہیں۔ ایسے حالات پیدا ہوگئے ہیں کہ اس کا برداشت کرنا ناممکن ہوگیا

شکر گڑھ

تنظیم القاسم اہلسنت والجماعت شکرگڑھ کی مجلس عاملہ کا ایک اجلاس زیر صدارت عبدالجبار صدر تنظیم القاسم شکرگڑھ ہوا۔ شیخ محمد شاہ جنرل سیکرٹری تنظیم القاسم اہل سنت والجماعت شکرگڑھ نے اجلاس کی کچھ تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ لاہور میں جمعیت علماء اسلام کی طرف سے ماہ اکتوبر ۱۹۷۶ء میں آل پاکستان نظام مصطفےٰ کانفرنس کا پوری مجلس عاملہ نے پرجوش خیر مقدم کیا ہے۔ اور فیصلہ کیا ہے کہ تنظیم القاسم شکرگڑھ ان سے ہر طرح تعاون کرے گی تنظیم القاسم شکرگڑھ عوام کو کانفرنس سے روشناس کروانے کیلئے کثیر تعداد میں پمفلٹ شائع کروا کر شکرگڑھ میں اہم چوراہوں پر لگائے جائیں گے

ہنگو

قومی اتحاد کی اپیل پر ہنگو شہر میں حکومت کی طرف سے عوام پر لگائے ہوئے ٹیکسوں کے خلاف پر امن ہڑتال رہی۔ دوکانداروں اور تاجروں نے دوکانوں کو بند کیا۔ دوکانداروں نے حکومت کے بجٹ پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا شہر ہنگو کے عوام نے حکومت کی طرف سے نئے بجٹ پر شدید مذمت کی اور اشیاء خوردنی پر ٹیکس کو خلاف قانون قرار دیا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ قوم سے یہ بوجھ کم کیا جائے پہلے ہی مہنگائی نے کمر توڑ دی ہے مزید قوم ٹیکس برداشت نہیں کرسکتی۔

اجلاس خواتین

۲۸ رجب بروز جمعرات کو محترمہ ام رشید صاحبہ کی زیر صدارت منڈی لوہاراں لسپرود میں عبدالحمید صاحب کے گھر ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں۔

حافظہ زبیدہ فرحت فاروقی
حافظہ عذرا پروین
حافظہ شہناز شیخ
حافظہ شاکرہ منظور
حافظہ قبانہ حفیظ
حافظہ نجمہ اسلم

نے تقاریر کیں انہوں نے اپنی تقریر میں نماز کی اہمیت اور اصطلاحات بتائیں اور عوام سے پُرزور اپیل کی کہ وہ اسلام کی تعلیمات پر عمل کریں اور اپنے ملک میں اسلامی نظام نافذ کریں۔

انتشار پھیلانے سے باز آئیں

علامہ ابوالحسن حجازی سرپرست المرکز القرآنی نے جناب ابن حسن نجفی کے دلآزار اور اشتعال انگیز بیان پر (جو روزنامہ جنگ کراچی ۲ جولائی میں شائع ہوا) تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ انہیں ابن حسن نجفی صاحب کے اس انداز بیان پر تعجب اور انتہائی حیرت ہوئی۔ نجفی صاحب کو پاکستان کی ملت اسلامیہ کی توہین کرنے ان پر طنز کرنے ان کا مضحکہ اڑانے کا کوئی حق نہیں۔ ان کا یہ طرز عمل شرافت اور انسانیت کے خلاف ہے اور انہیں پاکستان وایمان کے اہلسنت سے اس گستاخی پر معذرت کا اظہار کرنا چاہئے علامہ ابوالحسن حجازی نے کہا کہ اگر ابن حسن نجفی صاحب واقعی عالم ہیں صرف خطیب وذاکر

نہیں، تو انہیں معلوم ہوگا کہ ملتِ شیعہ کی سب سے بڑی یونیورسٹی نجف میں حنفی فقہ کی باقاعدہ تعلیم دی جاتی ہے جس کا مطلب صاف ہے کہ شیعہ حضرات کے لئے حنفی فقہ پر عمل کرنا، خود ان کے مذہب کے مطابق بھی بالکل صحیح ہے، اس لئے میں انہیں مشورہ دونگا کہ وہ پاکستان میں افتراق پھیلانے اور اہل سنت کی توہین کرنے سے باز آئیں اور خلوص دل کے ساتھ حنفی بھائیوں کی اکثریت اور اور ان کے حقوق کو تسلیم کریں۔ ورنہ ان کی دلآزار اور مضحکہ خیز باتوں کے جواب میں کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ پاکستان تو خیر اہلسنت اکثریت کا ملک ہے ہی، ایران پر بھی جہاں اہلسنت چالیس تا پچاس فیصد ہیں۔ اور وہاں پانچ سُنی اکثریتی صوبے ہیں، اہل سنت ہی کا حق ہے، کیونکہ اس ملک کو اسلام کی روشنی سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے منور فرمایا۔ جن کا نام لیوا صرف اور صرف اہل سنت ہیں

جمعیۃ علماء اسلام ضلع ڈیرہ غازی خان کے عہدہ دار

سرپرست :۔ ۔ مولانا علی مرتضیٰ صاحب
امیر ۔ ۔ ۔ مولانا غلام محمد صاحب
نائب امیر اوّل :۔ مولانا عبدالمالک صاحب
نائب امیر دوم :۔ مولانا غلام فرید صاحب
ناظم اعلیٰ :۔ حاجی غلام قاسم خان کھتران
ناظم اول :۔ سردار سعید احمد خان کھتران
ناظم دوم :۔ سید رحیم بخش شاہ صاحب
خازن :۔ ۔ مولانا عبدالواحد صاحب
ناظم نشر و اشاعت :۔ مولانا قاری عبدالمجید
سالار :۔ ۔ جناب عبدالخالق صاحب بابر

تحصیل ڈیرہ غازیخان

امیر :۔ ۔ ۔ مولانا عبدالمالک صاحب
نائب امیر اول :۔ مولانا محمد اسحاق صاحب
نائب امیر دوم :۔ مولانا خلیل احمد صاحب و
جناب کریم بخش خان گورمانی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
نائب امیر سوم :۔ حافظ عبدالکریم صاحب
ناظم اعلیٰ :۔ ڈاکٹر بشیر احمد لغاری صاحب
ناظم اول :۔ ڈاکٹر نصیر محمد صاحب
ناظم دوم :۔ عبدالرحمن خان سالگی
ناظم سوم :۔ چوہدری شان محمد صاحب
خازن :۔ ۔ میاں مراد بخش صاحب
ناظم نشر و اشاعت : چوہدری عبدالرحیم صاحب

شہر ڈیرہ غازیخان کا انتخاب

امیر :۔ ۔ ۔ قاری عبدالمجید صاحب
نائب امیر اول : مولانا منزل صاحب
نائب امیر دوم :۔ ملک احمد بخش صاحب
ناظم اعلیٰ :۔ ۔ جناب عبدالرزاق کھرل
ناظم اول :۔ ۔ قاری شاہ نواز صاحب
ناظم دوم :۔ ۔ ۔ جناب محمد امین صاحب
ناظم نشر و اشاعت :۔ مولوی عبدالستار شیرازی
خازن :۔ ۔ ۔ حاجی ولی محمد صاحب

انتخاب ڈیرہ غازیخان

امیر جمعیت علماء اسلام تحصیل ڈیرہ غازی خان مولانا عبدالمالک صاحب نے جو کہ کنوینر بھی ہیں مندرجہ ذیل مقامات پر جمعیت کی ابتدائی شاخیں قائم کیں اور ان کی نگرانی میں مندرجہ ذیل انتخابات ہوئے

حلقہ ۱۔ سرپرست :۔ مولانا عبدالواحد صاحب
امیر :۔ ۔ ۔ مولانا عبدالرشید صاحب
نائب امیر :۔ ۔ ۔ جناب محمد امین صاحب
ناظم اعلیٰ :۔ ۔ ۔ مولوی عبدالرحیم صاحب
ناظم :۔ شیخ عبدالحلیم صاحب
خازن :۔ جناب محمد خالد صاحب

حلقہ ۲ شہر ڈیرہ غازیخان
سرپرست :۔ ۔ جناب سعید احمد خان صاحب
صدر :۔ ۔ مولانا محمد قاسم صاحب
نائب صدر :۔ ۔ مولانا عبدالمجید صاحب
ناظم اعلیٰ :۔ ۔ ۔ حافظ پیر بخش صاحب
نائب ناظم :۔ ۔ مولوی خلیل الرحمن صاحب
خازن :۔ میاں مراد بخش صاحب

حلقہ ۵
سرپرست :۔ ۔ جناب عبدالکریم صاحب
امیر :۔ ۔ ۔ حاجی محمد صدیق صاحب
نائب امیر :۔ ۔ ۔ غلام اکبر صاحب
ناظم اعلیٰ :۔ ۔ ۔ جناب احمد بخش
نائب ناظم :۔ ۔ ۔ محمد ابراہیم صاحب
خازن :۔ ۔ ۔ فیض محمد خان ۔

حلقہ ۷
سرپرست :۔ ۔ حاجی خضر حیات خان نیازی
امیر :۔ ۔ ۔ حاجی محمد رمضان صاحب
نائب امیر :۔ ۔ جناب محمد خالد خان صاحب
ناظم اعلیٰ :۔ محمد موسیٰ خان تیانی
نائب ناظم :۔ مولوی محمد موسیٰ صاحب
خازن :۔ ۔ ۔ جناب غلام رسول صاحب

حلقہ معموری تحصیل ڈیرہ غازیخان
سرپرست :۔ ۔ حاجی غلام محمد خان لشاری
امیر :۔ ۔ حافظ غلام رسول صاحب لشاری
نائب امیر :۔ جناب نصیر احمد خان لشاری
ناظم اعلیٰ :۔ جناب جمشید علی قریشی ۔
نائب ناظم :۔ جناب اللہ بخش خان کھوسہ
ناظم نشر و اشاعت :۔ راجہ محمد اعظم خان
خازن :۔ ۔ ۔ رحمت علی مہاجر

حلقہ چوٹی زیرین
امیر :۔ مولانا غلام محمد صاحب خطیب مسجد
ناظم اعلیٰ :۔ ۔ عبدالرحمن خان گلیانی
نائب ناظم :۔ ۔ صوفی خان محمد صاحب
خازن :۔ ۔ جناب امداد اللہ صاحب

تحصیل ڈیرہ غازیخان

حلقہ بستی ملانہ
سرپرست :۔ مولانا عبدالرسول صاحب
امیر :۔ ۔ مولانا عبدالرؤف ״
نائب امیر :۔ حافظ عبدالرحمن صاحب
ناظم اعلیٰ :۔ غلام یٰسین صاحب درکھان
نائب ناظم :۔ حاجی محمد رمضان صاحب
خازن :۔ ملک رحیم بخش صاحب

حلقہ بستی شاہ علی
امیر :۔ ۔ ۔ مولانا بشیر احمد صاحب
نائب امیر :۔ حافظ عبدالعزیز صاحب
ناظم اعلیٰ :۔ حافظ محمد اقبال صاحب
نائب ناظم :۔ خورشید احمد صاحب

خازن : - - طالب حسین صاحب

حلقہ بستی دوسہ

سرپرست : - - - صوفی اللہ بخش صاحب

امیر : - - - مرید احمد خانصاحب

ناظم اعلیٰ : - - غلام حسین خانصاحب

نائب ناظم : محمد افضل خان صاحب

خازن : - - - محمد عبد اللہ صاحب

حلقہ بٹہ جلبانی

امیر : - - - مولانا غلام سرور صاحب

نائب امیر : - مولانا دین محمد صاحب

ناظم اعلیٰ : - - - گل محمد خان صاحب

ناظم : - - - - محمد اعظم خان

خازن : - - - غلام عباس خانصاحب

حلقہ بستی جلبانی

امیر : - - - حاجی الٰہی بخش صاحب

نائب امیر : - - - حافظ اللہ وسایا صاحب

ناظم اعلیٰ : - - - حاجی محمد رمضان صاحب

نائب ناظم : - - - جناب محمود صاحب بگنار

پروپیگنڈہ سیکرٹری : حافظ امیر محمد صاحب

خازن : - - - مولوی کامل صاحب

حلقہ جھوک اترا

امیر : - - - حاجی شیر محمد صاحب

نائب امیر : - - مولوی غلام دستگیر صاحب

ناظم اعلیٰ : - - - علی اکبر خان صاحب

نائب ناظم : - - - مولوی نذیر احمد صاحب

خازن : - - - رانا محمد یار صاحب

حلقہ بستی جکھڑ امام شاہ

امیر : - - - حاجی غلام حسین صاحب

نائب امیر : - - خدا بخش خان صاحب

ناظم اعلیٰ : - - الٰہی بخش خان صاحب

نائب ناظم : - - محمد کامل خان صاحب

خازن : - - - حاجی نذیر احمد خانصاحب

حلقہ نواں شہر ہزارہ

امیر : - - - مولانا محمد اقبال صاحب

نائب امیر : - - غلام قادر خان صاحب

ناظم اعلیٰ : - - محمد اقبال خان صاحب

نائب ناظم : - - بشیر احمد خان صاحب

خازن : - - - رانا محمد یار خان صاحب

حلقہ نڈالوں دار

امیر : - - - - حافظ عبد الکریم صاحب

نائب امیر : - - - مسلم خان صاحب

ناظم اعلیٰ : - - - - واحد بخش صاحب

نائب ناظم : - - اللہ دتا خان صاحب

خازن : - - - اللہ ودیا صاحب

حلقہ گدائی

امیر : - - - نور الاسلام صاحب قریشی

نائب امیر : - سیٹھ نبی بخش صاحب

ناظم اعلیٰ : - - مولوی محمد اسحاق صاحب

ناظم اول : - - - ملک فیض محمد صاحب

ناظم دوم : - - - چراغ دین صاحب

خازن : - - - - حاجی اللہ دتا صاحب

حلقہ پائیگاہ

امیر : - - - - حکیم نور محمد صاحب

ناظم اعلیٰ : - - - حافظ فتح محمد صاحب

نائب ناظم : - - - عبد الجبار صاحب

خازن : - - - - محمد زمان صاحب

حلقہ سیمنہ

امیر : - - - - مولوی عبد الغفور صاحب

نائب امیر : - سید غلام مرتضیٰ شاہ صاحب

ناظم اعلیٰ : - - مولانا حافظ محمد سلیمان

نائب ناظم : - - - ملک عزیز الرحمٰن ملانہ

ناظم نشر و اشاعت : - فرید احمد خان کھوسہ

خازن : - - سید منظور احمد شاہ صاحب

حلقہ کوٹ ہیبت

سرپرست : - - - حاجی اللہ دیا صاحب

امیر : - - - - اللہ دتہ عرف عطاء الرحمٰن

نائب امیر : - - - کریم بخش خان صاحب

ناظم اعلیٰ : - - - مولوی اللہ دتہ صاحب

نائب ناظم : - - - حافظ عبد الحق صاحب

خازن : - - - حافظ عبد الرحمٰن صاحب

حلقہ ہیر عادل صاحب

سرپرست : - - - سید عبد اللہ شاہ صاحب

امیر : - - - - ملک الٰہی بخش صاحب

نائب امیر : - - ڈاکٹر واحد بخش صاحب

ناظم اعلیٰ : - - ڈاکٹر نصیر محمد صاحب

نائب ناظم : - - حافظ عبد الکریم صاحب

خازن : - - - - خدا بخش صاحب زرگر

حلقہ شاہ صدر الدین صاحب

سرپرست : - مولانا حامد علی خان صاحب

امیر : - - - حاجی غلام حیدر خان دستی

نائب امیر اول : عطاء محمد صاحب قریشی

نائب امیر دوئم : غلام رسول خان دستی

ناظم : - - - حاجی غلام شیر خان کھوسہ

ناظم نشر و اشاعت : جناب غلام رسول صدر لوہانہ

- - - - - - - - - - -

خازن : سیٹھ غلام فرید صاحب کولائی دکان

حلقہ یارہ

امیر : - - - - مولوی محمد عبد اللہ صاحب

نائب امیر : - حاجی منظور احمد صاحب

ناظم اعلیٰ : - - - حافظ نور محمد صاحب

نائب ناظم : - - حاجی رحیم بخش صاحب

خازن : - - - صوفی عبد الکریم صاحب

حلقہ کالا

امیر : - - حافظ سکندر حیات خان۔

نائب امیر : - حافظ رحیم بخش صاحب

ناظم اعلیٰ : - - حافظ محمد اسماعیل صاحب

نائب ناظم : - حافظ غلام حیدر صاحب

خازن : - - - غلام حسین خان -

حلقہ شادن لنڈ

امیر : - - - - مولانا محمد بخش صاحب

ناظم اعلیٰ : - - مولانا محمد عثمان صاحب

خازن : - - - صوفی غلام محمد صاحب

حلقہ نور پور یونین کونسل

امیر : - - - - جناب محمد بخش صاحب

ناظم اعلیٰ : - - جناب فیض محمد صاحب

نائب امیر : - جناب خادم حسین صاحب

ناظم : - - - جناب واحد بخش صاحب

حلقہ نواں شہر چوٹی

امیر : - - حاجی غلام یٰسین خان صاحب

نائب امیر : - - حافظ محمد سلیمان صاحب

ناظم اعلیٰ : - - ڈاکٹر بشیر احمد لغاری

ناظم : - - رحمت اللہ لنگاہ

خازن : - - - مولوی فتح محمد صاحب

- - - - - - - - - -

حلقہ کوٹ چھٹہ

امیر: ۔۔۔ حافظ خلیل احمد صاحب
نائب امیر: ۔۔۔ چوہدری نثار احمد صاحب
ناظم اعلیٰ: ۔۔ چوہدری نذیر احمد صاحب
خازن: ۔۔ جناب لیاقت حسین صاحب

حلقہ چک لال (صدر دین شاہ)

امیر: ۔۔ سردار عطاء محمد خان جوزنی
نائب امیر اول: ۔۔۔ صوفی محمد صدیق //
نائب امیر دوئم: ۔۔ نور محمد خان چگوانی
ناظم اعلیٰ: ۔۔ حافظ محمد یوسف صاحب
خازن: ۔۔۔ صوبہ خان محمدانی

حلقہ پکی

امیر: ۔۔۔ قادر بخش خان تپانی بلوچ
نائب امیر: ۔۔۔ حاجی محمد حسین خان صاحب
ناظم اعلیٰ: ۔۔۔ سردار غلام حسین خان تپانی
ناظم نشر و اشاعت: ۔ سردار محمد عظیم خان
خازن: ۔۔۔ حافظ عبد المجید صاحب

حلقہ شیخانی

امیر: ۔۔۔ حافظ اللہ بخش صاحب خوجہ
نائب امیر: ۔۔ حاجی احمد صاحب خوجہ
ناظم اعلیٰ: ۔۔۔ غلام مجتبیٰ خوجہ ۔۔
خازن: ۔۔۔ غلام اکبر صاحب

حلقہ بستی خوجہ حافظ آباد

امیر: ۔۔۔ مولوی غلام محمد صاحب
ناظم اعلیٰ: ۔۔۔ محمد علی صاحب

حلقہ کوٹلہ احمد خان

امیر: ۔۔۔ مولانا جمیل احمد صاحب گنڈ بلوچ
نائب امیر: ۔۔۔ حاجی اللہ بخش صاحب
ناظم اعلیٰ: ۔۔ محمد عمر صاحب
خازن: ۔۔۔ محمد عبد الستار صاحب

آعظم بستی کراچی

جمعیۃ علماء اسلام حلقہ اعظم بستی ضلع جنوبی نے کراچی جمعیت علماء اسلام کے قائدین کے اعزاز میں استقبالیہ دیا۔ استقبالیہ کی باقاعدہ کارروائی جناب قاری محمود الحسن کی تلاوت قرآن مجید سے ہوئی۔ حاضرین استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے مولانا عبد الرزاق عزیزی نے فرمایا کہ آج پاکستانی قوم یہ جان چکی ہے کہ غدار اور وفادار کی پہچان کیا ہے۔ اور اسلامی نظام کے مقابلے میں کمیونزم اور سوشلزم کا نظام یہاں نہیں چل سکتا۔ کیونکہ پیپلز پارٹی اور ان کے قائد نے قوم کو روٹی کپڑا، مکان کا لالچ دے کر ملک کو توڑ کر غداری کا ثبوت دیا۔ اس کے برعکس حضرت مولانا مفتی محمود نے ہر آمر وقت سے ٹکرا کر ہر دور میں ملک اور قوم کو متحد کرنے کی کوشش کی اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے جد وجہد کرتے رہے۔ آج بھی پاکستان قومی اتحاد نے اسلامی نظام حیات کے نفاذ کے لئے اپنا سیاسی کو[illegible]اؤ پر لگا کر موجودہ گورنمنٹ سے تعاون کیا۔ اور تعزیرات کا اسلامی قانون کے مطابق نافذ کرنے کا اعلان کرایا۔ لیکن عجیب بات ہے کہ نوکر شاہی نے اس پر عمل درآمد کرنے سے چشم پوشی اختیار کر رکھی ہے۔ اور آج ملک میں تین طرح کے عدالتی نظام نے رشوت ستانی میں اضافہ کر دیا ہے۔ کیونکہ اسلامی عدالت کے فیصلوں کو سول عدالتوں میں چیلنج کر دیا جاتا ہے جو اسلامی فیصلوں کی کھلی توہین ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کی بقا نہ سرمایہ دارانہ نظام میں ہے اور نہ ہی سوشلزم میں ہے بلکہ اسلامی نظام حیات پاکستان کی ترقی و خوشحالی کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ اور یہی اسلامی نظام کی برکت ہے کہ یہاں کمیونزم اور سوشلزم کے داعی اپنے ناپاک عزائم میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ قوم کو ان طاقتوں کے خلاف پھر پاکستان قومی اتحاد کے پرچم تلے متحد ہو جانا چاہئے۔ تاکہ اصل مقصد حاصل ہو سکے۔ جمعیت علماء اسلام ضلع غربی کے جنرل سیکرٹری جناب سید عمران شاہ نے کہا کہ جمعیت علماء اسلام ایک مذہبی اور جمہوری پارٹی ہے۔ اور چاروں صوبوں میں اپنا مشن برابر چلا رہی ہے۔ ہمارے کارکنوں کو آج کے ملکی حالات پر کڑی نگاہ رکھنی چاہئے۔ کیونکہ بعض دشمن طاقتیں اور جماعتیں عام انتخابات کے التوا کی بھرپور کوشش کر رہی ہیں مگر جمعیت علماء اسلام اور قومی اتحاد کو متحد ہو کر ناکام بنا دیا جائے

انہوں نے کہا کہ آج ٹکا خان مگرمچھ کے آنسو بہا رہے ہیں انہیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ قوم ابھی تک وہ دن نہیں بھولی۔ جب آپ نے مشرقی پاکستان کے سقوط کے وقت کہا تھا کہ ہم کو عوام نہیں زمین چاہئے تو یہاں سے مسلمانوں میں پاکستان کے خلاف نفرت اور اشتعال کی آگ بھڑک اٹھی۔ اور پاکستان دو ٹکڑے ہو گیا انہوں نے کہا کہ ٹکا خان پاکستان توڑنے کا پہلا مجرم ہے انہوں نے پیپلز پارٹی کے سات سالہ سیاہ ترین دور کے سیاہ کارنامے بیان کرتے ہوئے کہا کہ پیپلز پارٹی نے سب سے پہلے تو عصبیت اور علاقائیت کا مسئلہ اچھالا اور سندھی، پنجابی، بلوچ، پٹھان کو ایک دوسرے کا دشمن بنانے کی کوشش کی انہوں نے کہا کہ ہم پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود کی قیادت میں متحد ہو کر اسلامی نظام کے لئے کوشاں رہیں گے اور مجھے یقین ہے کہ اگر ہم نے اخلاص نیت سے قومی اتحاد کے قائد مفکر اسلام مولانا مفتی محمود کا پیغام گھر گھر پہنچایا تو فتح و کامرانی ہمارے قدم چومے گی۔ استقبالیہ سے ضلع جنوبی کے سیکرٹری جنرل حافظ عبد القیوم نعمانی۔ حلقہ آعظم کے ناظم اعلیٰ سلطان احمد قاری احمد یار اور قاری محمد صدیق صاحب نے خطاب کیا۔

منجانب: محمود الحسن
ناظم نشر و اشاعت جمعیۃ علماء اسلام حلقہ آعظم بستی کراچی۔

اجلاس انتخاب

ڈیرہ غازیخان:: قصبہ معموری کا اجلاس زیر صدارت مولانا عبد المالک صاحب منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل قراردادیں متفقہ طور پر منظور کی گئیں۔ اور انتخاب بھی عمل میں لایا گیا۔

۱. قصبہ معموری کی سڑک پائیگاہ تا معموری چوٹی کو جلد از جلد پختہ کیا جائے۔
۲. قصبہ معموری میں سیم اور تھور سکیم کے تحت ٹیوب ویل لگائے جائیں۔